نمبر ۹ — جلد ۱۰

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء

شوال و ذیقعدہ ۱۳۳۳ء

فہرست مضامین

کامل نبی	۱—۱۱	میاں محمد سعید صاحب سعدی لاہور
مسیح بن مریم بغیر باپ کے پیدا ہوئے	۱۸—۳۲	شیخ عبد الخالق صاحب نومسلم قادیان
"	" ۱۱—۱۷	م—ل
عقاید ہم نے بدلے ہیں یا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے	۳۳—۹۸	مولنا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل

قیمت سالانہ عوام سے ع۱ر طلباء سے عہ۱ر غیر ممالک سے ع۲ر

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا [illegible]

آپ کا تشحیذ

رسالہ جنوری ۴۸ صفحے فروری ۴۸ صفحے مارچ ۴۰ صفحے اپریل ۵۶ صفحے مئی ۴۸ صفحے جون ۴۸ صفحے جولائی ۴۴ صفحے اگست ۵۲ صفحے تھا اور یہ ستمبر کا رسالہ ۶۸ صفحے علاوہ سرورق ہے۔ خریداروں کو ۴۰ صفحے ماہوار دینے کا وعدہ ہے اس حساب سے نو ماہ میں ۳۶۰ صفحے دینے چاہئیں مگر ہم خدا کے فضل سے ۴۸۸ صفحے دے چکے ہیں اور اگر ۴۸ صفحے ماہوار سمجھے جائیں (جو ہم نے اپنی مرضی سے کر دیئے تھے بلکہ فی صفحہ ۲ سطریں بڑھا کر ۴ صفحے اور زائد کر دیئے اور ۵۲ صفحے کا رسالہ ہوگیا ہے) تو بھی ۴۳۲ صفحے ہمارے ذمے تھے اور ہم ۵۶ صفحے زائد دے چکے ہیں اور پھر خدا کے فضل و رحم سے ماہوار عین وقت پر رسالہ پہنچاتے ہیں اور ہر رسالہ کا مضمون اپنی نوعیت میں ایسا مکمل ہوتا ہے کہ اگر وہ مستقل تالیف کی صورت میں فروخت ہو تو کارخانہ تشحیذ کو مالی رنگ میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے چنانچہ فروری کا رسالہ نبوت احمد یہ ہے جس میں تمام حوالے نبوت پر جمع ہیں اپریل میں مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کا جواب ہے اگست کے رسالہ میں دعا پر ایک مکمل مضمون نکلا ہے اب اس رسالہ میں غیر مبایعین پر ایسے رنگ میں اتمام حجت ہے کہ وہ قیامت تک اسکا جواب نہیں دے سکتے اب آپ فرمایئے کہ آپ نے اپنے پیارے تشحیذ کے لئے کیا کیا اس سال کوئی نیا خریدار دیا بلکہ **تین چار سو احباب سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اس سال کا چندہ بھی دیا ہے** پس خدارا انصاف! ہم دفتر کے اخراجات کا کیا انتظام کریں جبکہ قریباً ہزار روپیہ (۱۰۰۰) بقایا ہے بعض احباب تو دو دو سال رسالہ لے کر اب مفقود الخبر ہو گئے ہیں یا مر گئے ہیں قریباً دو سو (۲۰۰) نے خریداری چھوڑ دی۔ جسکا اثر لازماً رسالہ کی باقاعدگی اور اخراجات پر پڑیگا۔ پس خوش معاملہ خریداران و بہی خواہان تشحیذ اس کسر اور کمی کو نئے خریدار مہیا کر کے پورا کر دیں اور بقایا دار اپنا بقایا ادا نہ کر دیں ایسا نہ ہو کہ تشحیذ کا خاتمہ ہو جائے۔

مینجر

پیغام حنیف

پیر جی حاجی محمد حنیف صاحب ڈیرہ دون نے اپنے رنگ میں غیر احمدیوں کو خوب تبلیغ کی ہے۔ اور جو اعتراضات سوالات انکے سامنے آئے ہیں۔ سب کا جواب دے گئے ہیں ۸۴ صفحے حجم تشحیذ کی تقطیع اور ایسی ہی لکھوائی چھپوائی۔ برادر محمد یمین سے اور رسالہ کے حساب سے منگا کے مفت تقسیم کرنے کے لئے ایک روپے کے بیس رسالے محصولڈاک علاوہ۔ دینیات کے رسالے آمدہ از علیگڈھ کا ریویو اگلے رسالہ میں ہوگا گنجائش نہیں رہی۔ **اس رسالہ کے ساتھ جو ضمیمہ ہے۔ اسکے متعلق درخواستیں صرف تشحیذ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ
تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء

"کامل نبی"

المہدی نمبر ۴ و نمبر ۵ - پیامی رسالہ ایک دوست کے ذریعے دیکھا - جس میں سارا زور اسی بات پر ہے کہ گو مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ قرآن مجید میں احادیث صحیحہ میں حضور کے الہامات میں اور آپ کی عبارات میں آیا ہے مگر اس نبی سے مراد ناقص نبی ہے اس لئے ایسے حوالوں کی ضرورت تھی - جن سے یہ ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کی نعمت سے ویسا ہی کامل طور پر حصہ پایا ہے - جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام اور سید الرسل خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے - میں بہت خوش ہوں کہ بدوں میری تحریک کے میرے نہایت عزیز بھائی محمد سعید سعدی لاہوری نے اس ضرورت کو پورا کر دیا - فجزاہ عنی وعن سماء المسلمین (ایڈیٹر)

نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اس امر کو تکرار سے شائع کیا گیا ہے - کہ ہم حضرت مسیح موعود

کی نبوت ظلّی ہی مانتے ہیں۔یعنی یہ کہ آپ کی نبوت نور نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض تھی۔کوئی علیحدہ یا بالمقابل مستقل طور پر نبوت نہ تھی۔ اور چونکہ وہ نبوت اپنی کثرت کمیت اور صفائی کیفیت اور نعماء حضرت احدیت کے لحاظ سے اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ جہاں پر جاکر ایک شخص کو منصب نبوت پر فائز کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ نفس نبوت میں کامل نبی تھے۔ اور آپکی نبوت من حیث النبوۃ کامل اور اکمل نبوت تھی۔لیکن تاہم جو دل کے اندھے ہیں وہ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کامل نبی یقین کرتے ہیں۔ اور آپکی نبوت کو ظلی نہیں۔بلکہ حقیقی بمعنی صاحب شریعت اور مستقل بمعنی براہ راست یقین کرتے ہیں۔حالانکہ ایسا الزام ان کا سراسر غلط اور بہتان عظیم ہے۔ ذیل میں میں بفضلہ تعالےٰ پچیس ایسے حوالے درج کرتا ہوں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود من حیث النبوۃ کامل نبی تھے۔چنانچہ آپ ؑ فرماتے ہیں:۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کو کیا نعمت ملی ؟

حوالہ نمبر ا ۔"سو اصلی نعمت جس پر قوت ایمان اور اعمال صالحہ موقوف ہیں۔ خداتعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے × × × × یہی وہ **نعمت ہے جو انبیاء علیہم السلام کو** دی گئی تھی اور پھر اس امت کو حکم ہوا کہ اس نعمت کو تم مجھ سے مانگو کہ میں تمہیں بھی دونگا × ×" (براہین صفحہ ۱۴۱)

حضرت مسیح موعود کو انبیاء والی نعمت سے کامل حصہ ملا جیسے کہ فرمایا :۔

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے **اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے**۔جو مجھ سے پہلے **نبیوں اور رسولوں** اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی" حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲

پس ان دونوں حوالوں کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو دوسرے انبیاء کی طرح اس نعمت سے **کامل حصہ** ملا ہے۔جو ان کو ملا تھا۔پس معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت نبوت کاملہ تھی۔ناقصہ یا جزویہ نہ تھی۔

حوالہ نمبر ۲ ۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا۔ اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوئے" (براہین ۱۸۹)

اس حوالہ میں پورا عکس نبوت کا لفظ قابل غور ہے۔

حوالہ نمبر ۳ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اور میں رسول اور نبی ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے" (نزدل المسیح صفحہ ۳ حاشیہ)

اس حوالہ میں "ظلیت کاملہ" اور "محمدی نبوت کا کامل انعکاس" کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کامل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۴ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھدی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے۔ اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے" (نزول المسیح صفحہ ۴ حاشیہ)

اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ آپ پر نبی اللہ کا لفظ پورے طور سے صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ آپ کامل ظلیت کے ساتھ پیدا ہوئے اور آپ میں ظلی طور پر نبوت محمدی رکھدی گئی ہے۔

حوالہ نمبر ۵ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اھدنا الصراط المستقیم ... الخ پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کو گزشتہ نبیوں کا کمال دیا جائیگا۔ اور نیز یہ کہ گزشتہ کفار کے عادات بھی بعض منکروں کو دی جائینگی۔ اور بڑی شدومد سے آئندہ نسلوں کی گزشتہ لوگوں سے مشابہتیں ظاہر ہو جائینگی۔ چنانچہ بعینہٖ یہودیوں کی طرح یہودی پیدا ہو جائینگے۔ اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ بھی ظاہر ہوگا" (نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۵)

اس حوالہ میں "نبیوں کا کامل نمونہ" کے الفاظ خاص قابل غور ہیں۔

حوالہ نمبر ۶ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اُسکے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اسکو **تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا۔**" (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ اور تمام انبیاء کے صفات کاملہ کے مظہر ہیں۔ یعنی جامع جمیع صفات کاملہ تمام انبیاء ہیں۔ پس کیا شک ہے کہ مسیح موعود واقعی کامل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۷ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔ اور **جامع کمالات متفرقہ** ہے (نزول المسیح صفحہ ۴۴)

حوالہ نمبر ۸ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"اس امت میں بھی اُس یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے۔ تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جاوے۔ سو خدا نے آخری زمانہ میں **اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا۔**" (نزول المسیح صفحہ ۸۹)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ خدا کی یقینی قطعی وحی اس آخری زمانہ میں مسیح موعود پر اکمل اور اتم طور پر ہوئی ہے۔ پس چونکہ بموجب فرمودہ حضرت مسیح موعود

"میرے نزدیک **نبی** اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

حضرت مسیح موعود کامل بلکہ اکمل اور اتم طور پر نبی ثابت ہوتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۹ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"آنچہ داد است ہر نبی را جام ❊ داد آں جام را مرا بتمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ❊ من بعرفان نہ کمترم ز کسے

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو صریح طور سے من حیث النبوۃ انبیا

ہی کامل نبی پیش کیا گیا ہے۔ جیسے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام تھے۔

حوالہ نمبر ۱۰ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"مسیح موعود × × بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳)

کہاں ہیں وہ معاندین جو حضرت مسیح موعود کو نبی کہلانے کا مستحق خیال نہیں کرتے۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر اس حوالہ کو پڑھیں۔ کہ ان چند ہی لفظوں میں انکے تمام خیالات کا کماحقہ ردّ کیا گیا ہے

حوالہ نمبر ۱۱ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸)

اس حوالہ میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود میں تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کا ظلی طور پر انعکاس ہے۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کامل نبی تھے۔ تو اسکا بروز اتم ہی کامل نبی ہو

حوالہ نمبر ۱۲ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا" ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۱

اس حوالہ میں مسیح موعود نے اپنے آپکو جامع جمیع کمالات محمدیہ ٹھہرایا ہے۔ کاش کسی کے دماغ میں کوئی عقل ہو۔ تو وہ سوچے کہ مسیح موعود کو ناقص یا جزوی نبی قرار دینے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسقدر ہتک لازم آتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک اصول کی بات ہے۔ کہ ظل کا نقص اصل کے ناقص ہونے پر بدیہی دلیل ہے۔ پس اگر مسیح موعود جو باوجود جامع جمیع کمالات محمدیہ معہ نبوۃ محمدیہ ہونے کے ناقص اور جزوی نبی ہیں۔ تو لامحالہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ناقص اور جزوی ہی نبی تھے۔ ونعوذ باللہ من ذلک۔

حوالہ نمبر ۱۳ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا۔ اور اسکو کامل بنایا۔ الخ

اُس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہُوا۔ ورحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہُوا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

کیا کوئی ہے جو اس حوالہ پر خدا کے لئے غور کرے۔ اسمیں حضرت مسیح موعود کا کامل نبی اور عین محمد صلعم ہونا یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے۔ اور سوائے مخالفوں کے کوئی اس بات سے منہ نہیں پھیر سکتا۔ کہ خدا تعالٰے نے کا مسیح موعود پر رسول کریم کا فیض نازل فرمانا۔ اسکو کامل بنانا۔ یہاں تک کہ اسکے وجود کو آنحضرت صلعم کا ہی وجود ٹھہرانا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ مسیح موعود کامل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۱۴ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ جیسا کہ خدا تعالٰے نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا .... پس میں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۸)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم کی روحانیت کے کمال اور نور کے غلبہ کے مظہر ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کامل نبی ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۵ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے اور اسمیں انکار کی گنجائش نہیں۔ اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کامل نبی ہیں۔ کیونکہ اگر آنحضرت صلعم پہلی بعثت میں کامل نبی تھے۔ تو دوسری بعثت میں (جبکہ وہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے ویسے ہی مبعوث ہوتے ہیں) بھی کامل نبی ہونے ضروری ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۶ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"جس طرح منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو۔ اگر رسول کریم آخرین میں (اسی طرح) موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے × × × بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت **چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔** بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کی بروزی صورت میں آنحضرت صلعم کی یہ بعثت پہلی بعثت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے پس اگر آنحضرت صلعم اپنی پہلی بعثت میں کامل اور مکمل نبی تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہی آنحضرت صلعم جب مسیح موعود کی بروزی صورت میں دوبارہ تشریف لاویں۔ اور بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد روحانیت کے ساتھ ظہور کریں۔ تو نعوذ باللہ آپ کامل سے ناقص اور جزوی نبی ہو جاویں۔ جو مردود عقیدہ ہے۔ جو رفتہ رفتہ کفر تک نوبت پہنچائیگا۔

حوالہ نمبر ۱۷ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"پس یہاں سے ثابت ہوا۔ کہ مسیح موعود **محمدی حقیقت کا مظہر** ہے۔ اور جلالی حلتوں میں نازل ہوا ہے۔ اسی لئے خدا کے نزدیک اسکا ظہور **نبی مصطفٰے کا ظہور** مانا گیا ہے اور اسکا زمانہ رسول کریم کے زمانی معراج کا **منتہا اور خیر الوریٰ کی روحانی تجلی کا آخری سرا شمار** کیا گیا ہے۔ اور جہان کے پروردگار کا یہ پختہ وعدہ تھا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰۰)

حوالہ نمبر ۱۸ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک ✤ میرے آنے سے ہوا **کامل بجملہ برگ و بار**"

(نظم براہین حصہ پنجم)

حوالہ نمبر ۱۹ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: —

"اور میں اپنے خدا کی طرف سے **تمام تر قوت** اور برکت اور **عزت کیساتھ**

بھیجا گیا ہوں۔اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو اور مجھے پہچانو۔ اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ - ۳۶)

اس حوالہ سے صریح طور سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کامل اور اکمل نبی تھے۔ اور کوئی ایسا مقام نہیں جس سے آپ محروم کئے گئے ہیں۔ بلکہ آپ کا قدم ایسے منار پر ہے جہاں پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔

حوالہ نمبر ۲۰۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"اور ضرور تھا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی۔ ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اسقدر خلود آپکے لئے غیر ممکن تھا۔ کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے۔ اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا۔ کہ جو اپنی خو اور روحانیت کے رُو سے گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا۔ یا یوں کہو کہ وہی تھا۔ اور آسمان پر ظلّی طور پہ آپ کے نام کا شریک تھا × × × × × × × × × اس چھٹے دن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خو اور رنگ پر ایک شخص جو مظہر تجلّیات احمدیہ و محمدیہ تھا مبعوث فرمایا گیا۔ تا تکمیل اشاعت ہدایت فرقانی اس مظہر تام کے ذریعہ سے ہو جاوے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹)

اس حوالہ سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(اول) یہ کہ تکمیل اشاعت ہدایت آنحضرت صلعم ہی کا منصبی کام ہے۔

۔ اور وہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے ایک بروز کے ذریعہ سے یہ منصبی کام پورا ہوا۔

دوم - حضرت مسیح موعود آسمان پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے شریک ہیں
سوم - حضرت مسیح موعود مظہر تجلیات احمدیہ و محمدیہ ہیں - اور مظہر نام آنحضرت صلعم ہیں

حوالہ نمبر ۲۱ - حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں -

"یہ باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے - وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

اور صفحہ ۹۵ حاشیہ پر فرمایا -

"مہدی معہود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے - جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے"

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اکمل اور اتم طور پر اسم احمد کی تجلی اعظم کے مظہر ہیں کیونکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم کے مورد ہیں -

حوالہ نمبر ۲۲ - حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں -

"آنحضرت صلعم کے دو بعث ہیں - (۱) ایک بعث محمدی × × × (۲) دوسرا بعث احمدی × × × اور چونکہ آنحضرت صلعم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت ہے - اسلئے خدا تعالےٰ نے بلا واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا - لیکن چونکہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسےٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی اسلئے خدا تعالےٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلایا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

حوالہ نمبر ۲۳ - حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"چونکہ احمد کا نام خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اسلئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوئی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو - اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو - اور پھر اسکے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو - جو خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا

کا ظل ہے یعنی احمدؐ۔ اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۷)

اس حوالہ میں مسیح موعود نے اپنے آپکو احمد قرار دیا ہے۔ اور احمد وہ نام ہے جو خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے جیسے کہ فرمایا۔

"خدا کے اسم اعظم کی تجلی اعظم جس کا مظہر اتم اسم احمدؐ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ایسے وجود کو چاہتی تھی جو لڑائی اور خونریزی کا نام نہ لے"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۸)

پس یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود جو کچھ بھی تھے کامل اور مکمل تھے ناقص یا جزوی نہ تھے۔

حوالہ نمبر ۲۴ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں۔ جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تھی۔ اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی اسلئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اسمیں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح ؑ کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے۔ تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۳)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے نبی متبوع کی طرح کامل اور مکمل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۲۵ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے" (دافع البلاء صفحہ ۱۳)

پھر فرمایا۔

"مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی۔ جو اس پر نہیں کی گئی۔ تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا

کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

پھر فرمایا۔

"میں عیسےٰ مسیح کو ہرگز ان امورات میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنے جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔ اور جیسے اسکی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان کے معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ" (چشمہ مسیحی صفحہ ۳)

ان حوالجات کو درج کرنے سے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود حضرت مسیح ابن مریم سے ہر ایک شان میں بہت بڑھکر تھے۔ پس اگر مسیح ابن مریم کامل نبی تھا تو یقیناً مسیح موعود ان سے بڑھکر کامل نبی ہیں۔ والسلام۔ خاکسار محمد سعید سعدی لاہوری

مسیح ابن مریم بغیر باپ کے پیدا ہوئے

منجملہ ان اختلافات کے جو ہمیں حامیان پیغام سے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ بالعموم مسیح کا باپ مانتے ہیں۔ اور ہم اسکی پیدائش کو معجزانہ جانتے ہیں۔ چنانچہ مواہب الرحمٰن میں سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود نے اس امر کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والوں کے عقائد میں داخل کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ "جو کہتے ہیں کہ عیسےٰ یوسف کے نطفے سے پیدا ہوئے۔ وہ حقیقت کو جہالت سے نہیں سمجھتے"۔ اور لکھا ہے کہ "جو اس مسیح کے بے باپ پیدا ہونیکا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کی قدر کو جیسا کہ اس کا حق ہے نہ جانا۔ اور باوجود وجود بدر کے ظلمت میں بیٹھ گئے"۔ آپ کے کلمات طیبات سے ہے (دیکھو الحکم) کہ "جو اللہ تعالےٰ کو مسیح کے بے باپ پیدا ہونے پر قادر نہیں سمجھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ اسقدر سخت تنبیہات کے ہوتے جو احمدی کہلا کر اپنے امام الحکم العادل کا فیصلہ نہیں مانتا۔ اسکے ایمان کا حال قابل افسوس ہے گو اس قسم کے گندے عقائد کا موجد مرحوم علیمؔ[1] ہے۔ مگر ایک مضمون پیغام میں مسٹر فضل الٰہی نو مسلم (جو نام نہاد اشاعت اسلام

[1] پہلے تو مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح بے باپ کے پیدا ہوا دیکھو ریویو جلد ۵ صفحہ ۷۵، ۴۔ اب وہ بھی اپنے دوسرے عقائد کی طرح اس عقیدہ سے بھی ہٹتے جاتے ہیں۔

کالج لاہور کا پروفیسر ہے) کے نام سے چھپا ہے۔ جس میں از روئے اناجیل مسیح کو نعوذ باللہ یوسف کا صلبی بیٹا قرار دیا گیا ہے اسکے جواب میں احباب شیخ عبد الخالق صاحب نومسلم کا مضمون ملاحظہ فرمائیں

مسٹر فضل الٰہی میں اگر کچھ دم خم ہے تو وہ کھلا کھلا نومسلم موصوف کے مقابل میں آئیں۔ اور تحریراً یا

تقریراً اس سے فیصلہ کرلیں کہ اناجیل سے کیا ثابت ہوتا ہے گو ہم اناجیل کے ذمہ وار نہیں لیکن تاہم قرآن مجید جس بات کی زور شور سے تصدیق کرتا ہے۔ اس میں تحریف نہیں ہونی چاہئے پھر ستم یہ ہے کہ مسٹر فضل الٰہی اتنے سال مشن کے ٹکڑے کھا کر انجیل سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے اور قرآن مجید کی آیات میں دخل دیتے ہیں۔ چنانچہ آپکا استدلال ملاحظہ ہو۔

"حضرت عیسٰے کی نسبت قرآن کریم کا آخری فیصلہ سورۂ آل عمران میں حسب ذیل ہے ان مثل عیسٰے عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین" (اسکا ترجمہ دیا ہے جو غلط بھی ہے) پھر لکھتے ہیں :۔

ان آیات شریفہ میں چند الفاظ حل طلب ہیں۔ اوّل آدم اسکے معنے جنس انسان ہیں۔ دوم۔ ابتہال اسکے معنی دوسرے پر فیصلہ چھوڑنا مطلب یہ ہے۔ کہ جب نجران کے عیسائی آنحضرت کی خدمتمیں حاضر ہوئے تو انہوں نے سوال پیش کیا تھا۔ کہ حضرت عیسٰے چونکہ بن باپ پیدا ہوتے ہیں لہذا وہ خدا ہیں۔ اسکا جواب یوں خدا تعالےٰ نے دیا ہے کہ عقل کے اندھو! مناظر قدرت اور مشاہدات فطرت کو دیکھو کہ باقی نوع انسان کی پیدایش جس طرح ہوئی ہے اسی طرح حضرت عیسٰی کی بھی ہوئی ہے۔ اگر تم کو شک ہے تو ہم اپنے لڑکے لڑکیاں میدان میں لائیں۔ اور عیسائی اپنے لڑکے لڑکیاں میدان میں لائیں یا تو ہمارے لڑکے لڑکیوں میں سے کوئی نکالکر دکھلادیں کہ کونسا بے باپ ہے۔ یا اپنا کوئی بچہ بے باپ نکال کر دکھلاؤ نیز ہم مسلمان اپنی عورتوں کو لاتے ہیں۔ اور عیسائی بھی اپنی عورتیں باہر لائیں۔

پس یا ہمارے میں سے کوئی عورت دکھلاؤ کہ بے شوہر بچے جنتی ہے یا کوئی عیسائی لیڈی ہی دکھاؤ جس کو بغیر شوہر کے بچے ہوتے ہوں۔"

یہ عجیب و غریب تفسیر جودھری پال کی شاگردی میں کی گئی ہے آپ اپنی تردید ہے۔ مگر تاہم فتنہ سے بچانے کے لئے اسپر جرحیں کیجاتی ہیں۔ عقیدہ کا بانی محمد حسین مرہم عیسےٰ جبتک بھی لائل کتابی پیش کرے تا اس زہر کا تریاق مہیا کیا جاوے۔

جرح اوّل - مسٹر فضل الٰہی والے معنے اگر لئے جاویں۔ تو تعالوا ندع ابنائنا و ابناء کم مسیح کی خرق عادت ولادت کے رد میں ایک علمی دلیل ہوگی۔ اور اگر اس آیت سے مباہلہ مراد لیا جاوے تو یہ ایک عملی فعلی دلیل ہے۔ اب ہمنے فیصلہ کرنا ہے کہ دونوں معنوں میں سے کونسے معنے مراد ہیں تو اسی آیت کے سیاق سباق پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ یہاں مباہلہ ہی مراد ہے۔ کوئی علمی دلیل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم یعنے عیسائیوں سے یہ بات کہو کہ اگر عدم ابوت مستلزم الوہیت ہے تو آدم کو بھی خدا سمجھو کیونکہ اسکا بھی کوئی باپ نہ تہا۔ اور اگر باوجود بے باپ کے ہونیکے پھر بھی آدم خدا نہیں تو مسیح کو بے باپ ہونے کی وجہ سے خدا کیوں سمجھتے ہو پھر فرمایا فمن حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم یعنی اس علمی دلیل کے بعد بھی جو شخص تجھ سے اس بارہ میں باوجود الیسی روشن اور بین دلیل کے جھگڑا کرے تو اب صرف ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ تم انہیں چیلنج دو اور کہو کہ علمی دلائل تمپر اثر نہیں کرتے اور اس سے تم راہ پر نہیں آتے۔ تو آؤ ہم سے عملی مقابلہ کرلو۔ اور اپنے بیٹوں بیبیوں اپنے لوگوں کو لیکر میدان میں عاجزی سے دعا مانگو۔ دعا کا مضمون کیا ہو۔ فرمایا فنجعل لعنۃ اللہ علی الکٰذبین یعنی جھوٹے مذہب کے پیرو پر لعنت ڈالو۔

پس مسٹر فضل الٰہی کے معنوں کی تردید کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مختار معنوں کے لحاظ سے ندع ابنائنا ایک علمی دلیل ٹھہرتی ہے مگر قرآن کہتا ہے۔ فمن حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم یعنی ندع ابنائنا والی دلیل تب پیش کرو۔ جب حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم کے مطابق کوئی شخص علمی دلائل سے نہ مانتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ندع والی دلیل علمی دلیل نہیں۔ کوئی فعلی معیار ہے۔ جبھی تو فرمایا کہ جب علمی

دلائل سے کوئی نہ مانے اور پھر بھی جھگڑا کرے۔ تب اس کے سامنے یہ بات پیش کرو۔ دیکھو فقل تعالوا ندع ابنائنا جواب شرط ہے۔ اور اسکی شرط فمن حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم ہے یعنی بیٹوں اور بیویوں کے بلانے کی اسوقت درخواست کرو۔ جب کوئی شخص علمی دلائل کے بعد بھی اس بارہ میں جھگڑا کرے پس مسٹر فضل الٰہی کے معنے اس لئے مردود ہیں کہ انکی رو سے ندع ایک علمی دلیل بنتی ہے مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ ایسی دلیل ہے جو علمی دلائل کے بعد ایک کج بحث جھگڑالو کو دی جاوے۔

جرح دوم مسٹر فضل الٰہی ثم نبتھل کے یہ معنے کرتا ہے کہ مسلمانو! تم کافروں کو یہ علمی دلیل دو۔ اور چونکہ یہ دلیل نہایت بیّن اور روشن ہے اسلئے کافروں کو مخاطب کرکے کہو ثم نبتھل یعنے اے کافرو! ہم تم پر ہی فیصلہ چھوڑتے ہیں[51]۔ لیکن اگر مسٹر فضل الٰہی ذرا بھی غور کرتا کہ نبتھل میں متکلم کون ہیں تو وہ یہ معنے نہ کرتا نبتھل متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے مسٹر فضل الٰہی غلطی سے یہ سمجھا ہے کہ نبتھل میں متکلم صرف مسلمان ہیں جبھی تو کافروں کو مخاطب قرار دیا ہے۔ اور یہ معنے کئے ہیں کہ ہم (مسلمان) تم (کافروں) پر ہی فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ نبتھل میں مسلمان اور کافر دونوں فاعل ہیں۔ کیونکہ عبارت یوں ہے **فقل** یعنے اے رسول کہدے تعالوا آؤ کافرو! ندع ہم اور تم دونوں پکاریں ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل پھر ہم اور تم دونوں ابتہال کریں۔ فنجعل لعنة اللّٰہ علی الکذبین پھر ہم اور تم دونوں جھوٹوں پر لعنت کی بددعا کریں غرض نبتھل میں مسٹر فضل الٰہی نے صرف مسلمانوں کو متکلم سمجھا ہے۔ حالانکہ اس آیت میں تعالوا کے بعد جس قدر فعل ہیں سب متکلم مع الغیر کے صیغے ہیں اور سب کے فاعل مسلمان اور کافر دونو ہیں۔ اسلئے یہ معنے ہی نہیں بنتے کہ ہم فیصلہ تم پر چھوڑتے ہیں۔ یہ تو اس صورت میں بنتے جبکہ نبتھل میں صرف مسلمان متکلم ہوتے۔ مگر نبتھل کا عطف ندع پر ہے اور ندع میں پکارنے والے کافر اور مسلمان دونوں ہیں۔ اگر فیصلہ چھوڑنے[52] کی ہی معنی لئے جاویں تو ثم نبتھل کے لفظی معنے یوں بنینگے۔ کہ ہم مسلمان اور تم کافر دونو فیصلہ چھوڑتے ہیں اور اسکی لغویت عیاں ہے ؛

[52] یہ معنے لغت سے ہرگز ثابت نہیں۔

جرح سوم - یہی ایک آیت ہی جس میں مباہلہ کا طریق بیان کیا گیا ہے - لیکن مسٹر فضل الٰہی کے معنوں کے رُو سے یہ آیت مباہلہ کی نہیں رہتی - بلکہ صرف عدم خرق عادت وولادت مسیح کے ثبوت میں ایک علمی دلیل ہے - اب ہمیں مسٹر فضل الٰہی بتاویں - کہ مباہلہ جو سنت نبوی ہے - اور جسے حضرت اقدس نے بھی معیار صدق وکذب تسلیم کیا ہے - اور کئی لوگوں سے مباہلہ بھی کیا ہے وہ کس آیت سے نکلتا ہے وہ کسی آیت سے اس آیت کے سوا ہرگز ثابت نہیں کر سکتا کہ طریق مباہلہ یہ ہے ہاں ایک جگہ فتمنوا الموت ہے مگر موت پر الٓ ہے - اور الٓ کسی خاص موت کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنے وہ موت طلب کرو جو ہم کسی دوسری جگہ ذکر کر آئے ہیں -

جرح چہارم - مسٹر فضل الٰہی لکھتے ہیں کہ آدم کے معنے جنس انسان کے ہیں - ابوالبشر نہیں اس پر یہ جرح ہے کہ یہ معنے لغت عرب اور قواعد نحو کے خلاف ہیں کیونکہ ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل اٰدم میں آدم محلاً مجرور ہے اور لفظاً مفتوح اور یہ اس لئے کہ آدم غیر منصرف ہے - کیونکہ عجمی اور علم ہے - لیکن مسٹر فضل الٰہی کے معنوں کے لحاظ سے جب آدم سے مراد ابوالبشر نہ ہُوا بلکہ جنس انسان ہُوا تو علم نہ رہا - اب صرف عجمیت رہ گئی اور علمیت دور ہو گئی - اس لئے اس آیت میں لفظ آدم غیر منصرف نہ رہنا چاہئے تھا - مگر آیت میں باوجود زیر کے موقعہ کے پھر غیر منصرف کی طرح زیر کی جگہ زبر آئی ہے - غرض جرح یہ ہے کہ اگر آدم سے مراد ابوالبشر نہیں بلکہ جنس انسان ہے تو پھر اس لفظ کو منصرف ہو جانا چاہئے تھا - مگر اس آیت میں غیر منصرف ہے - اور اسی لئے زیر کی جگہ زبر آئی ہے - اس سے معلوم ہُوا کہ اس آیت میں آدم سے مراد ابوالبشر ہے ورنہ غیر منصرف نہ ہوتا -

پانچویں جرح - کلام کی ترتیب چاہتی ہے کہ نبتہل کے معنے تضرع اور زاری کرنے کے ہوں اور فیصلہ چھوڑنے کے نہیں کیونکہ نبتہل کے معنے فیصلہ چھوڑنے کے کئے جاویں - تو ف لغو ٹھہرتی ہے ہاں اگر نبتہل کے معنے تضرع کرنے یا زاری کرنے کے لئے جاویں - تب فنجعل کی ف ٹھیک مناسب معلوم ہوتی ہے -

چھٹی جرح - ان مثل عیسٰے سے لیکر فنجعل لعنۃ اللہ علی الکٰذبین تک عیسائیوں کے خلاف دو دلیلیں قرآن مجید نے دی ہیں - ایک یہ دی کہ عیسٰی کی مثال آدم

کی مثال ہے پھر فرمایا کہ جو شخص اس دلیل کو سن کر بھی جھگڑا کرے تو اسکو ندع والی دلیل دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دو دلیلیں مختلف ہیں تبھی تو فرمایا کہ اس دلیل کے بعد بھی کوئی جھگڑا کرے۔ تب ندع والی دلیل پیش کرو۔ لیکن مسٹر فضل الہی والے اگر معنے کیے جاویں تب دونوں دلیلیں مختلف نہیں رہتیں۔ بلکہ ایک ہی بنجاتی ہے کیونکہ بقول مولوی فضل الہی آدم سے مراد جنس انسان ہے۔ اور عیسائیوں کو ان مثل عیسیٰ میں یہ دلیل دی کہ عیسے بے باپ کس طرح ہوسکتا ہے کیونکہ تمام جنس انسانی باپ اور ماں سے چلی ہے اسلئے جب سب ماں اور باپ سے پیدا ہوئے ہیں تو مسیح کو کیوں بے باپ مانتے ہو۔ اور دوسری دلیل ندع سے شروع ہوتی ہے۔ مگر یہ کوئی نئی دلیل نہیں ان مثل عیسیٰ میں بھی تو یہی دلیل تھی ندع میں بھی وہی دلیل دی کہ ہم تم مرد عورت بچے عورتیں سب ماں باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے مسیح کو کیوں بے باپ مانتے ہو۔ غرض مسٹر فضل الہی کے معنوں کی رو سے ان مثل عیسے میں اور ندع میں دو مختلف دلیلیں نہیں بلکہ ایک ہی دلیل ہے۔ اس میں بھی یہ فرمایا کہ سب انسان ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس میں بھی یہی مضمون ہے کہ سب ماں باپ کے ذریعہ وجود پذیر ہوئے ہیں۔ مگر قرآن کی یہ آیت کہتی ہے کہ ان مثل عیسے میں اور دلیل ہے اور ندع میں کوئی اور دلیل ہے۔ کیونکہ فرمایا فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم یعنے ان مثل عیسے والی دلیل سے جب مخالف نہ مانے اور کج بحثی کرے اور یہ علمی دلیل وہ تسلیم نہ کرے تب اسے کہو تعالوا ندع ابناءنا و ابناء کم۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی دلیل اور قسم کی ہے اور دوسری دلیل اور قسم اگر دونوں ایک ہی قسم کی دلیلیں ہوتیں۔ تو یہ کبھی نہ کہا جاتا۔ کہ اگر یہ دلیل نہ مانیں۔ تو وہ دلیل پیش کرو۔

ساتویں جرح ۔ مسٹر فضل الہی کہتا ہے کہ آدم سے مراد جنس انسانی ہے یعنے تم عیسائیوں کو کہو کہ مسیح اسواسطے بے باپ نہیں کہ تمام افراد انسانی کو دیکھو۔ کہ سب ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں اور جب سب ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو مسیح بھی ماں باپ سے پیدا ہوا۔ لیکن یہ دلیل ایسی کچی ہے کہ قرآن کی طرف اسے نسبت دینا ہی اسکی ہتک ہے کیونکہ اس دلیل سے بجائے مسیح کا باپ ثابت ہونیکے الٹا مسیح بے باپ ثابت ہوتا ہے۔ یہ اس طرح پر کہ جنس انسانی نام ہے۔ انسانی

افراد کا اور انسانی افراد میں خود حضرت آدم ابو البشر بھی شامل ہیں۔ سو جب خدا نے عیسائیوں کو کہا کہ مسیح افراد انسانی جیسا ہے۔ اسکی ولادت کو ان کی ولادت پر قیاس کرو۔ تو جھٹ معترض کہہ سکتے ہیں۔ کہ افراد انسانی میں حضرت آدم بھی شامل ہیں۔ جو نکہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے مسیح کا بے باپ ہونا ممتنع نہیں۔ کیونکہ دلیل تو تب بن سکتی ہے جبکہ ایک فرد بھی بے باپ نہ ہو۔ مگر جب ایک فرد بھی ایسا نکل آیا جو بے باپ ہے تو عیسائیوں کا دعویٰ صحیح ہے جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے رسول کریم کی وفات قد خلت من قبلہ الرسل والی آیت سے ثابت کی۔ اب اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے ایک نبی بھی زندہ ہوتا تو حضرت ابو بکر کا استدلال باطل ہو جاتا۔ اسی طرح حبیب اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو کہا کہ عیسےٰ کی مثال، افراد انسانی کی مثال ہے۔ تو اربوں کروڑوں افراد انسانی میں سے ایک فرد بھی بے باپ ہونے کی صورت میں ہو۔ تو خدا تعالیٰ کا استدلال ٹوٹ جاتا ہے۔ اور مسیح کا بے باپ ہونا ممتنع نہیں رہتا۔ اور بے باپ پیدا ہونے کا امکان ہو جاتا ہے غرض یہ معنے بالکل غلط ہیں جو مسٹر فضل الٰہی نے کئے اور مسیح کا بے باپ پیدا ہونا قرآن مجید کے دلائل بیّنہ سے ثابت ہے اگر کسی کو اس سے انکار ہے تو وہ میدان میں آئے

آٹھویں جرح۔ ہم نے نبتہل کے معنے کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑتے ہیں۔ مان کر یہ جرح کی ہے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ نبتہل کے اصل معنے کا فیصلہ آپ پر چھوڑنے کے ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکے معنے تمام کتب لغت میں التعان اور التضرع فی الدعا کے ہیں چنانچہ تاج العروس میں لکھا ہے۔ الابتہال الالتعان وبہ فسر الآیۃ ایضاً وابتہل اللہ ھم فیہم استرسل فانہاھم ۔ نظر اللہ ھم الیہم فابتہل۔

الابتہال التضرع والاجتہاد فی الدعاء واخلاصہ ومنہ قولہ تعالےٰ

ثم نبتہل ای نخلص فی الدعاء ونجتہد۔

والبہل اللعن بہلہ لعنہ۔ جلد ۷ صفحہ ۲۳۸

دیکھئے یہاں التعان اور التضرع فی الدعاء لکھکر اس آیت زیر بحث کا حوالہ دیا ہے۔ پس اس کے معنے بجز التعان اور دعا کے کچھ نہیں

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ÷ میلش اندر طعنہ پاکاں برد

دھرمپال کے شاگرد کا دام تزویر
اور
ہماری زبردست تنقید

"اس مضمون کے مطالعہ کیوقت یہ امر مدنظر رہے کہ اس میں زیادہ تر عیسائی نکتہ خیال سے عیسائی مسلمات کی بنا پر بحث ہے۔" (ایڈیٹر)

گمراہ کرنے والے اُستادوں سے بچو

ان چرواہوں پر واویلا۔ جو میری چراگاہ کی بھیڑوں کو ہلاک و پریشان کرتے ہیں خداوند کہتا ہے اسلئے خداوند اسرائیل کا خدا اُن چرواہوں کی مخالفت میں جو میری قوم کو چراتے ہیں یوں کہتا ہے کہ تم نے میرے گلے کو پراگندہ کیا اور انہیں ہانک کے نکالدیا اور نگہبانی نہیں کی دیکھو میں تمہاری کاموں کی برائی تم پر ڈالونگا۔ خداوند کہتا ہے پھر میں انکو جو میرے گلے سے بچ رہے ہیں۔ ساری سرزمینوں سے جہاں جہاں انہیں ہانک دیا ہے جمع کرونگا اور انہیں انکے بھیڑ خانے میں پھیر لاؤنگا۔ اور وہ پھیلینگے اور بڑھینگے اور میں ان پر ایسے چوپان مقرر کرونگا جو انہیں چرائینگے اور وہ پھر نہ ڈرینگے نہ گھبرائینگے نہ گم ہو جائینگے خداوند کہتا ہے۔ یرمیاہ ۲۳ آیت ۱ تا ۴

جسطرح بنی آدم کی خوش قسمتی سے ہر ظلمت کے زمانہ میں کوئی نبی مبعوث ہوکر ظلمت کو اجالے اور روشنی سے بدل دیتا ہے اسی طرح یہ بھی سنت قدیمہ ہے کہ بعض اہل نخوت وکبر کی بدقسمتی کی وجہ سے انبیاء کے بعد جھوٹے استاد اور ریفارمر خود اسی نبی کی امت میں سے ہی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں یرمیاہ نبی کا مذکورہ الہامی کلام بھی انہیں جھوٹے استادوں اور ریفارمروں کی یاد دلاتا ہے۔ اور بائبل کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اکثر انبیاء نے اپنی امتوں کو جھوٹے استادوں اور ریفارمروں کی تعلیم سے بچنے کے لئے اسی طرح متنبہ کیا ہے جس طرح نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلعم اور مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لوگوں کو دجال مردود کی تعلیم سے علیحدہ رہنے کے لئے سخت تاکیدی حکم فرمایا ہوا ہے مثلاً یرمیاہ اور یسعیاہ و حزقی ایل کے اکثر ابواب اسی مضمون سے پر ہیں۔ مسیح ناصری نے بھی متی ۲۴ ہ میں تاکیدی حکم دیکر یرمیاہ کی طرح ان جھوٹوں کی شناخت کا معیار بھی قائم کر دیا ہے جیسے جسطرح یرمیاہ نبی نے بتایا کہ جھوٹے آخر کار ناکام رہینگے۔ اور خدا اپنے بندوں کی

جو ان سے بچ رہے ہونگے آپ حمایت کریگا۔ اسی طرح مسیح نے کہدیا کہ جھوٹوں کو تم انکے پھلوں سے پہچانو گے اور آیت نمبر ۱۹ میں کہدیا کہ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر مسیح کے بزرگ حواری اور خلیفہ اول پطرس نے بھی یہ کہدیا فرمادی کہ جسطرح اس امت میں جھوٹے نبی بھی تھے اسی طرح تم میں بھی جھوٹے استاد ہونگے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنیوالی بدعتیں نکالینگے اور اس مالک کا انکار کرینگے جس نے انہیں مول لیا تھا اور اپنے آپکو جلد ہلاکت میں ڈالینگے

پطرس ۲ باب ۲ آیت ۱ تا آخر

یہی حال ہوا اس امت خیر الرسل کا جس کا آخری نگہبان مسیح موعود جیسا ذی شان نبی تھا۔ چنانچہ جھوٹے استادوں اور ریفارمروں نے ہر طرح سے اس امت کے لوگوں کو روکا کہ وہ مسیح موعود کے جھنڈے تلے جمع نہ ہوں۔ اور پھر اسی سنت قدیمہ مذکورہ کی رو سے ان لوگوں میں سے بھی جو مسیح موعود کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے ہوئے تھے جھوٹے استاد اور ریفارمر اٹھ کھڑے ہوئے مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ اس نے پھر ان لوگوں کو جو بقول یرمیاہ بچ رہے تھے جمع کرلیا اور انپر ایک ایسا نگہبان مقرر فرمادیا جس کے سائے تلے وہ بچے ہوئے بڑھتے اور پھلتے ہیں۔ مگر ان استادوں اور ریفارمروں نے بقول پطرس حواری پوشیدہ طور پر بدعات نکالنے اور اس مالک کا انکار کرنے میں جس نے انہیں پستی سے نکالکر بلندی کی طرف کھینچا تھا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور آجکل احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان فٹ بال بنے ہوئے ہیں چنانچہ انکے سرغنہ نے اول ہی مسیح موعود کی نبوت سے انکار کرکے صرف مجددین میں کا ایک والا عقیدہ گھڑ لیا۔ اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ مدت مدید تک وہ اپنے مضامین کے جوابات میں غیر احمدیوں اور عیسائیوں کے ہر ایک مضمون میں پڑھتا رہا۔ کہ ان مخالفین نے کن کن طریق سے مسیح موعود کی نبوت پر ہنسی اور استہزاء کیا ہے اور اسوقت آپ ایک طفل مکتب کی طرح گویا انکے ڈر سے ایسے چپ رہے کہ ہرگز نام تک اس عقیدہ کا نہیں لیا کہ مرزا صاحب نبی نہیں بلکہ صرف معمولی مجدد مگر مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے چند سال بعد پطرس ۲ باب ۲ آیت ۱ تا آخر پر فی الفور مہر کردی۔

پیامی دلائل مسیح کے باپ ہونے پر

ظاہر ہے کہ جہاں سرگروہ کا یہ حال ہے۔ پھر اسکے گروہ کے دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا اور بقول سعدی ؎ اگر شاہ یک مرغ کباب کند لشکریان ہزار بیضہ۔ ان لوگوں نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ چنانچہ مشت نمونہ از خروارے پیام پرچہ مورخہ ۲۷ر جولائی ۳۵ء کے ایک مضمون نگار فضل الہی صاحب نومسلم کی جرأت دیکھئے جو اپنے مضمون بعنوان رسالہ "مسیح یا محمد" پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے ایک مسئلہ کے بارے میں

اپنی قلت بصارت کا ثبوت دیتا ہے لکھتا ہے کہ باقی رہا یہ گپوڑہ کہ وہ (مسیح ناصری) بے باپ تھے سو اناجیل میں تو صاف الفاظ لکھے ہیں کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا۔ ملاحظہ ہو انجیل متی فارسی باب ۲ درس ۱۶۔ اور متی ۱۳ باب ۵۵ درس اور یوحنا ۱ باب ۴۵ آیت۔ یہ صاحب فضل الہی آجکل اشاعت اسلام کالج کے پروفیسر ہیں اور بخیال اہل پیام بائبل دانی میں یکہ خیال کئے جاتے ہیں مگر ہم گجرانوالہ میں پادری جیومل کے مقابلہ میں انکے علم کا اندازہ کر چکے ہیں۔ القصہ ان تین حوالہ جات مذکورہ تک انجیلی دلائل کا خاتمہ ہے اسکے بعد آپ نے قرآن کریم کی ایک آیت سند اً تحریر کر کے مسیح کو باباپ ثابت کرنا چاہا ہے۔

یہ حوالے دھرمپال کے رسالہ سے نقل کئے ہیں

اگرچہ ہمیں فضل الہی صاحب کی معلومات کے بقچہ کو ٹٹولنے اور کھولنے کی کچھ ضرورت نہیں (کیونکہ اسکی تحریرات ہمیشہ پرانی تحریرات کی تازہ یاد کا نمونہ ہوتی ہیں) مگر اتنا عرض کر دینا بھی نامناسب نہیں ہوگا۔ کہ جس طرح نومسلم مذکور ہمیشہ سے چند معمولی کتب کا مطالعہ کر کے کسی معمولی نتیجہ پر پہنچا کرتا ہے۔ اسی طرح اسکے مذکورہ بالا قرآن شریف و انجیلی دلائل بھی اپنے نہیں ہیں۔ بلکہ انجیل کے ہرسہ حوالہ جات مسٹر دھرمپال بی اے کے رسالہ سلم الاسلام نمبر ۸ بابت ماہ فروری ۱۹۱۵ء سے نقل کئے ہوئے ہیں دیکھو رسالہ مذکور صفحہ ۵۰۹ و صفحہ ۵۱۲

اور قرآن شریف کے حوالجات معہ تفسیر و نتیجہ انہیں صاحب دھرمپال جی بی اے کے رسالہ سلم الاسلام حصہ ہشتم نمبر ۹و۱۰ بابت ماہ مارچ و اپریل کے صفحہ ۵۹۴ و صفحہ ۵۹۵ سے نقل کر کے اپنی معلومات کے ذخیرہ کا انبار لوگوں کو دکھلایا ہے اور اس طرح اپنے آپکو مسٹر دھرمپال کا شاگرد ثابت کیا ہے مبارک!

ہمیں فضل الہی صاحب کی کسی تحریر کی تردید کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اسکا قلم کوئی نئی اور انوکھی بات لکھنا بالکل نہیں جانتا اور اسکی تردید کرنا بالکل آسان امر ہے۔ مگر چونکہ اسنے ابھی اپنی اس تحریر میں ایک حق اور سچ بات کو گپوڑہ کہا ہے اسلئے ہمیں اسپر کچھ لکھنا پڑا۔ اور شاید ہم پھر بھی اس سے مخاطب ہو کر اپنا تضیع اوقات کرنا گوارا نہ کرتے اگر ہمیں اسکا یہ گپوڑہ مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف نظر نہ آتا اور چونکہ مسیح ناصری کے تولد بے پدر کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تسلیم کیا ہے اور نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ اپنی جماعت کے عقاید میں اسے داخل کیا ہے اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان ہرسہ انجیلی دلائل کا جو مسٹر نومسلم اپنے ان استادوں سے یاد کر لائے ہیں بدیہی بطلان اور رد تحریر کر کے ان لوگوں پر ایک بار اور اتمام حجت کریں۔

ہمیں بہت افسوس ہے کہ آج حضرت مسیح موعود کے بعد مسٹر محمد علی ایم اے کے مرید جہاں مسئلہ خلافت

ونبوت اور دیگر مسائل کے منکر ہیں وہاں ساتھ ہی مسیح ناصری کے تولد بے پدر کو گپوڑہ کہکر خود مسیح موعود علیہ السلام کے مسلمہ عقائد کو گپوڑہ کہتے ہیں کاش! ان لوگوں کے پیر مسٹر محمد علی ایم اے حضرت مسیح موعود کی عین حیات میں ہی صاف لکھدیتے کہ ہم مسیح ناصری کے بے باپ والے مسئلہ کو گپوڑہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف اور انجیل کے حوالجات تحریر کر دیتے مگر چونکہ اسوقت مسٹر دھرمپال بی اے نے اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا تھا شاید اسلئے آج کے دن تک انتظار کھینچنا پڑا تو گویا اب آپ لوگوں کے فرقہ کا نام دھرمپالی فرقہ نہایت موزون ہے۔

اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اگر اسوقت کسی مسلمان یا عیسائی کے سامنے اس مسئلہ کو اسی بیباکی کے ساتھ گپوڑہ کہا جاتا جسطرح آج آپ کے پروفیسر لکھتے ہیں تو کچھ شک نہیں ڈاکٹر عبد الحکیم کے ساتھ آپ بھی سفر کرتے ہوئے نظر آتے۔

بہر حال ان نومسلم صاحب کے انجیلی دلائل کو ہم ضرور پرکھینگے کیونکہ اس سے پہلے کئی بار منکران معجزہ اور یہود وغیرہ نے اس مسئلہ کو گپوڑہ کہا ہے جن کے ہمزبان ہو کر ہمارے مسٹر فضل الٰہی اس مسئلہ کو گپوڑہ کہتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اول الذکر ہر دو گروہ نے انجیل کے بیان کی بنا پر اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا بلکہ اپنی خام فیلسوفی کیوجہ سے اس مسئلہ کے منکر رہے ہیں اور اپنی بحث کے مکمل کرنیکے لئے کبھی کبھی انہوں نے چند اناجیل کی آیات کی رو سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ مسئلہ گپوڑہ ہے مگر اس طریق میں انہوں نے ہمیشہ منہ کی کھائی اور انہیں لوگوں کے مال میں سے ان صاحب فضل الٰہی نے بھی کچھ نکما اور بودا مال سرقہ کر کے اپنا ایک قصہ بنایا مگر بہت ہی نکما اور فضول جیسا ابھی ثابت کیا جائیگا۔

پہلی دلیل سو اناجیل میں تو صاف لفظ لکھے ہیں کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا ملاحظہ ہو انجیل متی فارسی ترجمہ از ہنری مارٹن مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۴۲ء۔ و یوسف شوہر مریم است و یسوع کہ بمسیح موسوم است از و زائیدہ شد باب ۲ ورس ۱۶ (اردو ترجمہ) متھان سے یعقوب پیدا ہوا۔ اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ (یہ دونوں جملے بخیال فضل الٰہی صاحب فارسی انجیل میں محذوف ہیں کیا عجیب ترجمہ ہے جو شوہر تھا مریم کا۔ جس سے یسوع جو مسیح کہلاتا ہے پیدا ہوا۔ انجیل متی باب ۱ ورس ۱۶۔ یہ دلیل جیسا کہ ہم بتا چکے مسٹر دھرمپال کے رسالہ سلم الاسلام نمبر ۶ بابت فروری ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۵۱۲ سے نقل کیگئی ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ ان میاں کے پیر دستگیر دھرمپال جی (بی اے) نے حوالہ درست تحریر کیا تھا یعنے متی باب ۱ آیت ۱۶۔ مگر یہ ان کے شاگرد دونوں جگہ یعنے اصلی فارسی و ترجمہ اردو کے آگے حوالہ غلط تحریر کرتے ہیں یعنے متی باب ۲ ورس ۱۶ مسیح ناصری نے سچ کہا ہے۔ شاگرد اپنے

استاد سے بڑا نہیں متی ۱۰ باب ۲۴ آیت

اس دلیل کی تردید اب حقیقت اس دلیل کی سنئے فضل الہی صاحب کچھ عرصہ عیسائی رہے معلوم نہیں کہ جب کوئی آپ ہی سا دل و دماغ رکھنے والا معترض یہ اعتراض کرتا تھا کہ لوقا نے مسیح کے نسب نامہ میں آدم کو خدا کا بیٹا اسی طرح قرار دیا ہے جسطرح اس نسب نامہ کے اور آدمیوں کو اپنے اپنے ابا کا جسمانی بیٹا۔ اور سلسلہ وار اسی طرح آدم کا جسمانی باپ خدا کو لکھدیا ہے جسطرح اور آدمیوں کے جسمانی ابا کا ذکر کیا ہے تو کیا جس طرح اور آدمی اپنے اپنے باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے اسی طرح آدم بھی خدا کے نطفہ سے پیدا ہؤا تھا تو ایسے معترض کو آپ کیا جواب دیا کرتے تھے دیکھو لوقا کی انجیل ۳ باب ۳۸ انوش بن سیث بن آدم بن اللہ۔ پس فضل الہی صاحب کی اس دلیل سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ عیسائیت میں آپنے بائبل کو خوب ہی سمجھ کر پڑھا تھا جس پر اب اور جلا ممکن نہیں۔

فضل الہی صاحب غور کیجئے اور عینک اتار کر پڑھئے کہ جس طرح لوقا باب ۳ آیت ۳۸ میں لکھا ہے کہ آدم خدا کا بیٹا۔ اسی طرح متی ۱ باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ یوسف شوہر مریم است و یسوع کہ بمسیح موسوم است ازو زائیدہ شد۔ اور حقیقت ہر دو نسب نامہ کی دونو آیات کی یہی ہے کہ جس طرح آدم خدا کے نطفہ سے پیدا نہیں ہؤا تھا۔ اسی طرح مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہیں ہؤا تھا۔ اور جسطرح آدم کی تربیت و پرورش کے بظاہر اسباب نہ تھے۔ صرف خدا کے ساتھ آدم کے ظاہری تعلقات تھے۔ اسی طرح مسیح کی تربیت و پرورش کے بظاہر اسباب تھے اسکے یہ تعلقات صرف یوسف کے ساتھ وابستہ تھے پس اسی لئے اناجیل نویسوں نے یوسف کو مسیح کا شرعی باپ لکھدیا۔

دوسرا جواب پھر کیا آپکو معلوم نہیں کہ یہودیوں میں ہمیشہ[ملا] باپ کی طرف سے نسب نامہ شروع ہؤا کرتا تھا

ملا جس طرح لاہور شہر کے تھی۔ اسی ٹر اور دیگر تماشا گاہوں میں عام طور پر اکثر انگریزی خواں کوٹ پتلون پہننے والے بابو لوگوں کا جمگھٹا ہوتا ہے اسی طرح کے فیشن کے لوگ جو چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ نیز بعض ملانے خیالات کے ٹکہ دھوتر کی دوپلی ٹوپی پہننے والے بھی ہیں مگر پھر بھی کثرت اول الذکر گروہ کی ہے لہذا عجب نہیں کہ کسی انگریزی کی ضخیم کتاب کا حوالہ دے کر اپنا کوئی کرتب و کرشمہ دکھا جاویں اسی لئے ہم اول ہی لکھ دیتے ہیں کہ قبل زمانہ موسوی اسرائیل

اور چونکہ مریم یوسف کی چچیری بہن تھی لہذا بموجب رواج یہود کے اناجیل نویسوں نے ان نسب ناموں کو یوسف کی طرف منسوب کر دیا۔ اور صرف ایک پُشت یعنی یوسف مریم کے دادا کے نام سے پہلے یوسف کے باپ یعقوب کا نام لکھدینے میں کوئی مضائقہ خیال نہ کیا پھر اس میں کون قباحت لازم آئی جو آپنے یہ تحریر کر کے لوگونکو جتلادیا کہ عیسائیت میں آپنے علم تطبیق حد سے زیادہ پڑھا تھا۔

تیسرا جواب پھر آپکو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے تہا کہ قدیم ترین نسخوں مثلاً ای۔ بی سی اور ڈی میں لوقا کے ۳ باب ۲۳ آیت میں یہی لکھا ہے کہ جب یسوع تیس برس کا تہا اور جیسا کہ سمجھا جاتا تھا یوسف کا بیٹا تہا چنانچہ آجتک ایسے نسخوں میں اسی طرح لکھا ہے دیکھو انجیل لوقا فارسی۔ کہ از زبان اصلی یونانی مجدداً در شہر اصفہان ایران ترجمہ شد۔ وبعد تصحیح و ترمیم بنفقہ پنجاب بائبل سوسائٹی در مطبع امریکن مشن لودیانہ طبع پوشید ۱۸۹۲ء۔ وخود عیسیٰ وقتیکہ شروع کرد قریب بسی سالہ بود و حسب گمان خلق پسر یوسف۔ آخر آپ نے کچھ سوچا ہوتا۔

دوسری دلیل کیا یہ یوسف بڑھئی کا بیٹا نہیں ہے اور اسکی ماں مریم نہیں کہلاتی اور اسکے بھائی یعقوب اور یوسیس اور شمعون اور یہودا۔ اور اسکی سب بہنیں ہمارے ساتھ نہیں انجیل متی باب ۱۳ درس ۵۵ و ۵۶ یہ دلیل واقعی ایک مضبوط دلیل اور قاطع برہان ہے کیونکہ اول ہی آپکا صحیح حوالہ لکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ شاگرد اپنے استاد سے بڑھ گیا اور یہ ایک عجیب بات ہے بلکہ آپکا معجزہ کیونکہ آپکے استاد مسٹر دھرمپال نے یہی الفاظ لکھکر حوالہ متی ۱۲ لکھا تھا جو غلط تہا دیکھو رسالہ مذکور صفحہ ۵۰۹ پس اگر کبھی وہ آپکی متی ۱۲ والے حوالہ کے غلط لکھنے پر جسکو آپنے دو دفعہ متی ۱۲ لکھا تھا۔ گوشمالی کریں تو آپ فی الفور کہدیں کہ آپنے بھی ایک حوالہ غلط لکھا تہا۔ اور اس صورت میں وہ معقول جواب کی وجہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲ — کے اور رواج اور مذہبی اصول تھے اور انکے نسب نامے عورتوں کی طرف بھی منسوب کئے جاتے تھے جیسے بنی قتورہ۔ بنی لیاہ۔ بنی راخل۔ بلہاہ۔ زلفہ۔ بنی ہاجر وغیرہ (اور یعقوب کے تمام قبائل کے نام دراصل یعقوب علیہ السلام کی بیویوں سے چلے ہیں) یا ماں کی طرف سے اصل رشتہ سمجھا جاتا تہا جیسا کہ یوسف کے قصہ سے ظاہر ہے کہ اس نے اپنے بھائی کے واسطے لفظ ماں کا بیٹا استعمال کیا دیکھو پیدائش ۴۳/۲۹ و ۴۴/۲۰ و ۴۲/۲۰،۲۷ مگر توریت نے انکی ممانعت کردی اور یہ رواج سب مٹ گئے اور اصل رشتہ باپ کا ہی حسب حکم شریعت سمجھا جانے لگا دیکھو مثنی ۲۵/۵ تا ۱۰ اور ۲۱/۱۵ تا ۱۷ اور اگرچہ قبل از موسیٰ علیہ السلام خاوند افسر سمجھا جاتا تہا مگر موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے خاوند ہی کے تابع شرعاً بیوی کو رہنا پڑا دیکھو مثنی باب ۲۴/۱ تا ۵ اور عبری کا وہ فقرہ جس کا ترجمہ مرد و عورت کے ساتھ بیاہا گیا) اڑ گیا اور اسکی جگہ مرد کی جورو بنی کا رواج ہو گیا پس سٹر تو مسلم نہایت سوچکر جواب دیں اور ساتھ ہی یاد رکھیں کہ موسیٰ کے بعد کبھی کسی بزرگ فقیہ فریسی یہودی کا نسب نامہ حسب شریعت موسوی ماں کی طرف منسوب نہیں کیا گیا

آپکو معاف کر دینگے۔

جواب۔ کیوں جی مسٹر نومسلم۔ اگر آپکا کوئی اولڈ کرسچن حریف کسی مجلس میں آپکا ذکر خیر بصورت ذکر بد شروع کر دے اور ایک دو ایسی باتیں جو بالکل غلط اور بے بنیاد ہوں آپکی طرف منسوب کر دے تو آپ بلا چون وچرا تسلیم کر لینگے اور اگر آپ تسلیم نہیں کر سکتے تو پھر کس طرح آپ یہودیوں کی باتوں کو حق اور صحیح سمجھکر مسیح کے تولد بے پدر سے انکار کر سکتے ہیں کیا آجتک آپکو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ یہودی ہمیشہ مسیح پر طرح طرح کے الزام لگایا کرتے تھے اور منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا

۲۔ پھر کیا آپکو معلوم نہیں کہ یہودیوں نے بھری مجلس میں مسیح سے سوال کیا تہا تیرا باپ کہاں ہے یوحنا ۸/۱۹ اور پھر منجملہ یہودیوں نے طاعن بنکر مسیح کو مطعون کیا تہا کہ ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے ہمارا ایک باپ ہے یعنے خدا یوحنا ۸/۴۱ پس کیا لوگ آپکے ہمخیال اور موید و مصدق یہود کی یہ ساری باتیں مسیح کے حق میں تسلیم کر لینگے؟ پھر آپکو یہ بھی خیال نہ آیا کہ باوجود اس امر کے کہ یہود کی مقدس کتابوں کے رو سے تمام یہود خدا کے بیٹے ہیں۔ پس اگر بخیال آپکے یہودی مسیح کو یوسف کے نطفہ سے جانتے اور مانتے تھے تو پھر مسیح کے اس قول کو کہ میں بھی خدا کا بیٹا ہوں۔ کیوں تمسخر اور حقارت اور کنایت کی نظر سے دیکھتے تھے جیسا کہ یوحنا ۵/۱۸ اور ۱۰/۳۳ سے ظاہر ہے۔

۳۔ کچھ تعجب نہیں کہ کل کلاں کو ہمارے یہ مسٹر نومسلم یہودیوں کے ان بیانات کی بنا پر جو متی ۲۷/۲ اور یوحنا ۱۹/۱۲ میں درج ہیں۔ مسیح علیہ السلام کو نعوذ باللہ دھوکے باز اور قیصر کا باغی لکھدیں کیونکہ متی ۲۷/۲ میں قیصر کے سامنے یہود مسیح کو دھوکے باز کہتے ہیں اور یوحنا ۱۹/۱۲ کے رو سے اسے باغی قرار دیتے ہیں۔ پس یہودیوں کی ایسی باتوں کا وہی سہارا لیگا جس نے بیشرمی کا آسرا لے رکھا ہو۔ اور یہود کے ہاتھ بک چکا ہو۔

۴۔ پھر کتنا بڑا تعجب ہے کہ اس شخص نے بائبل کے علم تطبیق کا کبھی نام تک نہیں سنا کیونکہ اگر وہ متی ۱۳/۵۵ کی متوازی آیت مرقس میں تلاش کرتا۔ تو اسے صاف معلوم ہو گیا ہوتا کہ مرقس ۶/۳ میں یہود کے یہ الفاظ ہیں۔ کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب و یوسس اور یہودا و شمعون اسکے بھائی ہیں۔ پس آپکے گواہ یہود تو اسے مریم کا بیٹا کہتے ہیں پھر اسکا مطلب سمجھاؤ۔ کیوں مرقس ۶/۳ میں اسکی ابنیت کو مریم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیا یہودیوں میں ماں کی طرف سے نسب نامہ شروع کیا کرتے تھے؟ اور اسجگہ بڑھئی اسلئے کہا کہ مریم کا باپ بھی اسی خاندان سے تہا جس سے کہ یوسف تہا پس اسکا کیا جواب ہے۔ کیا اسی جہالت کی دستار فضیلت پر آپ انجیل کی رو سے مسیح کو یوسف کا بیٹا ثابت کرنے چلے تھے۔

۵۔ آپکے استاد مسٹر دھرمپال نے بھی اول یہی دلائل تحریر کئے تھے مگر چونکہ وہ ایک گریجوایٹ تھو

انہوں نے فی الفور اپنے رسالہ میں لکھدیا کہ ان حوالجات پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہاں پر غیر لوگوں نے مسیح کی ابنیت کو ایک یونانی کی طرف منسوب کیا ہے ممکن ہے کہ انکا خیال غلط ہو دیکھو رسالہ سلم الاسلام بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰۔ پس کیا آپ اپنے استاد کی طرح خود ہی اپنے ان حوالجات کی تردید شائع کرینگے مگر آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ مسٹر دہریہ بال نے ان حوالجات کو خاص محکم دلائل نہیں بتایا تھا مگر آپکی جہالت عجیب بلندی پر ہے کیونکہ آپنے اپنی خاص تنقید میں اول ہی ایسے لغو اور بے بنیاد حوالجات پر اپنے دلائل کی بنیاد رکھی تھی سو آپکی انجیل دانی پر بٹہ لگ گیا کاش! آپ کچھ سمجھکر بات کرنا سیکھتے کیونکہ اگر اختصار نویسی کے خیال سے صرف تین حوالہ جات ہی تحریر کرنے تھے تو وہ کوئی مضبوط اور مستحکم مفید مطلب حوالہ جات تحریر کرنے تھے مگر آپنے بوسے اور سقام حوالجات لکھکر خود ہی اسبات کا ثبوت دیدیا کہ ہم مضبوط دلائل ایسی محکم بنیاد پر قائم کیا کرتے ہیں اب آپ ناحق دہریہ بال صاحب کی اور نقل اڑائینگے۔

تیسری دلیل جسکا ذکر موسیٰ نے اور توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے ہمنے اسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ہے انجیل یوحنا باب ۱ درس ۴۵

جواب۔ فضل الٰہی نے غور نہیں کیا کہ یہ کس نے کہا تھا اب ہم اسکو بتادیتے ہیں کہ یہ فلپس نے نتن ایل سے کہا تھا۔ اور اس فلپس باشندہ بیت صیدا کو ابھی نئی نئی دولت ایمان نصیب ہوئی تھی (جسکو شاید ایک دن بھی پورا ابھی نہیں گزرا تھا) اور فلپس نے اپنے سابقہ خیال سے ہی نتن ایل سے یہ کہدیا کہ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے۔ بھلا فضل الٰہی صاحب آپنے انجیل کی کسی آیت کا حوالہ تو دیا ہوتا کہ دیکھو فلاں جگہ اور فلاں وقت خود مسیح نے فلپس سے کہا تھا کہ میں یوسف کا بیٹا ہوں پھر کیا آپکے خیال میں مسیح کے سامنے ہی فلپس نے نتن ایل کا مسیح کی نسبت وہی خیال تھا۔ جو عام طور پر یہود ملعون کا تھا چنانچہ مسیح کا نام سنتے ہی نتن ایل نے فی الفور کہدیا اے ربی تو خدا کا بیٹا ہے تو اسرائیل کا بادشاہ ہے آیت ۴۹ پس ہم فضل الٰہی سے دریافت کرتے ہیں جس صورت میں فلپس کے غلط خیال کی بنا پر (یا جسکو آپنے غلط طریق سے سمجھا) یوسف کو مسیح کا باپ لکھنے میں اصرار کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں آپکو کیا حق حاصل ہے کہ نتن ایل کے خیال کی بنا پر مسیح کو خدا کا جسمانی بیٹا نہ تسلیم کریں۔ اور کیوں پھر ایسے اپنی منطق اور نیز ایمان کی مرمت کرکے بپتسمہ حاصل نہ کریں۔

انجیل سے مسیح کا بے باپ ہونا ثابت ہے

یہانتک تو ہمنے صرف فضل الٰہی کے چند لغو اور باطل اوہام کا ازالہ کیا اور ہمیں افسوس ہے کہ ہمارا اسی قدر وقت خرچ ہوا۔ کیونکہ اس سے کوئی عام فائدہ نہیں ہوا فقط فضل الٰہی کی بے علمی کا راز

اور انجیل سے بکلی ناواقف ہونیکا اسرار لوگوں پر ظاہر ہوگیا۔ اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ اناجیل کے رُو سے مسیح کو بے باپ تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں اور فضل الٰہی صاحبکا یہ لکھنا کہ یہ صرف گپوڑہ ہے نہ صرف غلط بلکہ دانستہ کذب پر مبنی ہے۔

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جن اقوام نے اپنی خام فیلسوفی کی بنا پر مسیح کی معجزانہ پیدائش سے انکار کیا ہے ہمیشہ غضب الٰہی انکے شامل حال رہا ہے۔ لوگ جو باوجود قرآن شریف پڑھنے کے اور مسیح موعود کے عقائد مسلمہ سننے اور نیز اناجیل جاننے کے بھی مسیح کے تولد بے پدر کا انکار کرینگے کیونکر اپنے عقاید کے بارے میں اطمینان کامل رکھ سکتے ہیں اسلام میں کبھی کوئی فرقہ ایسا نہیں ہوا جو اس مسئلہ کا انکار کر کے سرسبز و شاداب اور پھلا پھولا ہو۔ اور تعداد اسکی معدودے چند سے بڑھکر ایک معقول حد تک پہنچگئی ہو عیسائیوں کے درمیان بھی کبھی کوئی فرقہ آجتک ایسا برپا نہیں ہوا جس نے اناجیل کی بنا پر اس مسئلہ کا انکار کیا ہو اور وہ اس مسئلہ کا عیسائی رہکر انکار بھی کیونکر کر سکتے تھے۔ جبکہ وہ خود اپنی سب سے پرانی انجیل متی[۱] کے شروع باب میں ہی یہ پڑھتے ہیں۔

پہلی دلیل اب یسوع مسیح کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی پس اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا

---

[۱] ان میاں فضل الٰہی کی ایک اور جہلی کی دلیل بھی ہم سنائے دیتے ہیں۔ ان صاحبکو یاد ہوگا کہ گوجرانوالہ میں عین مباحثہ کیوقت استادی میر محمد اسحٰق صاحب نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ کونسی انجیل سب سے پرانی ہے (اسوقت فضل الٰہی میر صاحب کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا) تو ان صاحب نے جواب دیا تھا کہ مرقس اور لوقا کی انجیلیں سب سے پرانی ہیں اور میر صاحب نے اس بات کا جب مجھ سے تذکرہ کیا تو میں نے جواب دیا۔ کہ متی اور یوحنا کی انجیلیں سب سے پرانی ہیں۔ میر صاحب نے کہا کہ فضل الٰہی صاحب کہتے ہیں کہ لوقا اور مرقس کی اناجیل پرانی ہیں۔ اور جب میں نے ہنستے ہوئے ان سے پوچھا کہ کیوں صاحب! مرقس و لوقا کی اناجیل کی نسبت آپ نے کسی تاریخ کی کتاب میں پڑھا کہ یہ انجیلیں پرانی ہیں اور کیا آپ نے کبھی لوقا[illegible] بھی نہیں پڑھا ہے یا کیا کم ازکم پادری عماد الدین صاحب ڈی ڈی کی تفسیر متی کا بھی مطالعہ نہیں کیا کہ یہ متی اور یوحنا رسول تھے اور اول ان کی انجیلیں تھیں مابعد مرقس و لوقا نے مضامین ان سے لئے۔ اور عبارت ان کی اپنی تھی (دیباچہ تفسیر متی مصنفہ پادری عماد الدین صاحب) اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ متی کی انجیل قدیم ترین نسخوں میں بھی پائی جاتی ہے یہ بات تو بچے بھی جانتے ہیں۔ تو یہ صاحب فضل الٰہی مسیحیت کے جید عالم بالکل دم بخود رہ گئے۔ مگر اب ایک اور دعویٰ کر بیٹھے ع
مگر او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔

چپکے سے اسکے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تہا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں دکھائی دیکر کہا اے یوسف ابن داؤد۔ اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اسکے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے وہ بیٹا جنے گی اور تو اسکا نام یسوع رکھنا متی کی انجیل ۱-۲۱

کیوں جی مسٹر۔ ان الفاظ سے زیادہ زوردار الفاظ اور کونسے لائے جا سکتے ہیں۔ جن سے مسیح بے باپ ثابت ہو سکے۔ غور کرو (متی نے صاف لکہا جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی۔ تو ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔

۲۔ متی انجیل نویس نے یوسف کے واسطے لفظ راستباز موزون خیال کر کے لکہا کیا کبھی انجیل پڑھتے وقت آپ کے کسی استاد نے آپکو اس لفظ کا مطلب بھی سمجھایا تہا۔ یا کہ نہیں سنئے بموجب بائبل کے راستباز اسکو کہتے ہیں۔ جنکی تعریف اصطلاح اسلام میں یومنون بالغیب ہے چنانچہ عیسائیوں کے رسول پولوس نے اسکی تشریح کر دی کہ کتاب مقدس کہتی ہے کہ ابراہیم خدا پر ایمان لایا اور یہ اسکے لئے راستبازی گنا گیا روم ۳ اور اسکی زیادہ تشریح یہ ہے کہ باوجود ابراہیم اپنے بڑھاپے کے خدا کی اس بات پر کہ جو تیرے صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا اور تیری اولاد بیشمار ہوگی۔ ایمان لے آیا اور اس بات کا ہرگز خیال نہ کیا یہ کس طرح ہو سکتا ہے ورآنحالیکہ میں بالکل بوڑھا ہوں مگر نہ خدا کی اس بات پر ایمان لے آیا اور یہ اسکے لئے راستبازی گنا گیا پیدائش ۱۵-۶ اب جائے غور ہے کہ یوسف نے کونسا ایسا کام کیا۔ جس کے سبب سے اسے راستباز کہا گیا سو وہ کام یہی تہا کہ اسنے بموجب ہدایت وارشاد الہی ۲۴ اپنے ہاں لے آیا آیت نمبر ۲۴۔ اور یہ اسکے لئے راستبازی گنا گیا گویا اپنی راستبازی پر اسنے مہر کر دی اور اسی لئے متی نے اسے راستباز لکہدیا۔

۳۔ وہ بیٹا جنیگی تو اسکا نام یسوع رکھنا۔ کیا آپکے کسی استاد نے جب یہ آیت آپکو پڑھائی تھی تو اسوقت فقرہ تو اسکا نام یسوع رکہنا کی تفسیر کر کے بائبل کے علم تعلق سے آپکو آگاہ کیا تہا ہرگز نہیں بس اب سن لو۔

لوقا کی انجیل میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کی پیدائش کا مفصل ذکر ہے وہاں پر بھی یہ جملہ تو اسکا نام یوحنا رکھنا آیا ہے چنانچہ لکہا ہے کہ جب زکریا کو خوشبو جلاتے وقت فرشتہ دکھائی دیا اور اسپر دہشت چھا گئی تو فرشتے نے اس سے کہا اے زکریا خوف نہ کر کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیری بیوی الیشبع تیرے لئے بیٹا جنیگی تو اسکا نام یوحنا رکھنا۔ اور تجھے خوشی و خرمی ہوگی اور بہت سے[5] لوگ اسکی پیدائش کے سبب خوش ہونگے لوقا ۱-۱۳-۱۴ اب جائے غور ہے کہ یہاں پر

---

[5] زکریا کو کہا کہ بہت سے لوگ اسکی پیدائش سے خوش ہونگے یوسف کو کہا کہ وہی اپنے لوگوں کو انکے گناہوں سے نجات دیگا متی ۱-۲۱ ظاہر ہے جس طرح لوقا ۱-۱۴ میں کسی خاص شخص کی استثنا نہیں اسی طرح متی ۱-۲۱ میں بھی کسی کو مستثنے نہیں کیا بلکہ عام لوگوں کا ذکر کیا جس میں یوسف بھی شامل ہے اور جن سے مراد صرف روحانی تعلقات ہیں

کیوں کہا تیری بیوی تیرے لئے بیٹا جنیگی سو صاف ظاہر ہے کہ چونکہ وہ زکریا کے نطفہ سے پیدا ہونا تھا۔^۵ پھر دوسری آیت میں زکریا کو کہا "اور تجھے خوشی وخرمی ہوگی" یہ کیوں کہا سو یہ امر بھی صاف آشکارا ہے کہ چونکہ یوحنا نے زکریا کے نطفہ سے پیدا ہونا تھا اسلئے جتلا دیا کہ دوسرے لوگوں کی طرح جسطرح ہر ایک باپ کو خوشی ہوتی ہے تجھے بھی خوشی وخرمی ہوگی مگر یوسف کے لئے ہرگز یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے اسکی وجہ یہی ہے کہ مسیح نے اسکے نطفہ سے پیدا نہیں ہونا تھا اور نہ صدیقہ مریم کا حمل اسکی طرف منسوب ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے ہی صدیقہ خدا کی قدرت سے حاملہ ہوگئی تھی۔

۴۔ اب دوسری طرف نگاہ کرو کہ مقدسہ مریم کو مسیح کی پیدائش کی خبر سننے سے ضرور نہایت خوشی ہوئی اور اسنے خداوند کی بڑی حمد اور تعریف کی لوقا ۱ باب اور کہا کہ دیکھ اب سے تمام پشتیں مجھے مبارک کہینگی لوقا ۱ باب یہ کیوں صرف اسلئے کہ مسیح نے بطن اطہر صدیقہ سے پیدا ہونا تھا اور مسیح کے تمام تعلقات پیدائشی صرف مریم سے وابستہ تھے اسی لئے مریم کو بھی خوش ہونا چاہئیے تھا اور اس پیدا ہونیوالے لڑکے کی آئندہ تکلیفوں اور دکھوں کے باعث مریم کو ہی رنج وغم ہونا تھا چنانچہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ شمعون نام ایک راستباز بزرگ نے جو ملہم بھی تھا اور روح القدس سے اسے آگاہی ہوئی تھی کہ جب تک تو مسیح کو نہ دیکھ لیگا نہ مریگا اور اس نے جب مسیح کو ہیکل میں اسوقت جبکہ اسکی ماں مریم اور اسکا شرعی باپ یوسف حسب شرعی رسم ادا کرنے کے لئے تھے گود میں لیا تو مقدسہ مریم سے کہا دیکھ یہ اسرائیل میں بہتوں کے گرنے اور اٹھنے کے لئے اور ایسا نشان ہونے کے لئے مقرر ہوا ہے جسکی مخالفت کیجائیگی بلکہ خود تیری جان بھی تلوار سے چھد جائیگی لوقا ۲ باب ۳۵ آیت

اس بزرگ شمعون نے یہ مریم سے کیوں کہا یوسف سے کیوں نہ کہا صرف اسلئے کہ وہ لڑکا یوسف کے نطفہ سے نہ تھا بلکہ مریم کے شکم سے تھا اگر جب ایسے ایسے دلائل کے ہوتے ہوئے ہم فضل الہی سے یہ سنتے ہیں کہ یہ ایک گپوڑہ ہے۔ ورنہ اناجیل میں تو صاف لفظ لکھے ہوئے ہیں کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا تو ہمیں صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے نہ تو کبھی بائبل کو سمجھا اور نہ مسیحیت کے مسائل کو باوجودیکہ چند سال عیسائی رہا۔ چہ جائیکہ چند ماہ مسلمان کہلوا کر قرآن شریف سمجھ جانے کا مدعی بن بیٹھے۔

دوسری دلیل پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا اور اسکو نہ جانا جب تک وہ بیٹا نہ جنی اور اسکا نام یسوع رکھا۔ متی ۱ باب ۲۴، ۲۵ دیکھو متی نے صاف الفاظ میں لکھدیا کہ یوسف نے مریم کو چھوا تک نہیں جب تک کہ مسیح جو خدا کی قدرت سے تھا پیدا نہیں ہوا۔ پھر ہم ان جاہلوں اور ابلہ فریبوں سے کیا کہیں جو کہتے ہیں کہ انجیل میں صاف

۵ اسلئے کہدیا تیرے لئے بیٹا جنیگی مگر یسوع کی پیدائش کی خبر دیتے وقت یوسف کے لئے یہ الفاظ ہرگز استعمال نہیں ہوئے کیونکہ اس ہونیوالے یوسف کے نطفہ سے پیدا نہیں ہونا تھا۔

الفاظ لکھے ہیں کہ وہ یوسف کا بیٹا تھا اناجیل تو پکار پکار کر کہتی ہیں کہ ے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

تیسری دلیل ودر ماہ ششم جبرائیل فرشتہ از جانب خدا بہ بلدے از جلیل کہ ناصرت نام داشت۔ فرستادہ شد نزد باکرہ نامزد مردے مسمّٰی بہ یوسف از خاندان داؤد و نام آں باکرہ مریم بود پس فرشتہ نزد او داخل شدہ گفت سلام اے نعمت رسیدہ خداوند باتوست وتو درمیان زناں مبارک کہ مریم چوں اورا دید۔ از سخن او مضطرب شدہ متفکر شد کہ ایں چہ نوع تحیت است فرشتہ بدو گفت اے مریم ترساں مباش زیرا کہ نزد خدا نعمت یافتہ واینک حاملہ شدہ پسرے خواہی آورد اورا یسوع خواہی نامید او بزرگ خواہد بود و بہ پسر حضرت اعلیٰ مسمّٰی شود و خدائے خداوند تخت پدرش داؤد را بدو عطا فرمایدو او برآل یعقوب تا ابد پادشاہی کند و سلطنت اورا نہایت نخواہد بود و مریم بفرشتہ گفت ایں چگونہ میشود و حال آنکہ مردے را نشناختہ ام فرشتہ در جواب وے گفت روح القدس بر تو خواہد آمد و قدرت حضرت اعلیٰ بر تو سایہ خواہد افگند آنچہ آں مولود مقدس پسر خدا خواندہ میشود و اینک الیصابات از خویشان تو۔ نیز در پیری بہ پسر حامل شدہ وایں ماہ ششم است مر اورا عاقر میخواندند۔ زیرا کہ نزد خدا ہیچ امر محال نیست دیکھو لوقا کی انجیل فارسی جو اصفہان میں ترجمہ ہوئی سنہ ۱۸۹۲ء

ہم اپنے مخاطب سے پوچھتے ہیں کہ

(ا) فرشتے نے مریم کو کیوں کہا کہ تو عورتوں میں سے مبارک ہے کیونکہ اگر بخیال شما مسیح نے یوسف کے نطفہ سے پیدا ہونا تھا تو وہ کونسی انوکھی بات تھی جس کے لئے اسے مبارک کہا گیا اور اگر کہو کہ جس کا بیٹا نبی ہونیوالا تھا اگر وہ ماں مبارک نہیں تو اور کون مبارک کہلوانے کا مستحق ہوسکتا ہے تو پھر بتاؤ اس سے پہلے ملاقی۔ ذکریا۔ حجی صفنیاہ۔ میکاہ۔ یوناہ۔ دانی ایل۔ حزقی ایل یرمیاہ۔ یشعیاہ ہر ایک نبی کے پیدا ہونے سے پہلے جبرائیل ان نبیوں کی ماؤں کو یہی الفاظ کہکر خوشخبری دیا کرتا تھا اور اگر یہ کہو کہ چونکہ وہ ایک عظیم الشان نبی تھا اسلئے اسکی والدہ کو بشارت کے ساتھ مبارک کہا گیا تو پھر بتاؤ مسیح موعود علیہ السلام جس کے ہاتھ پر تمہارے پیر نے بیعت کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ میں مسیح ناصری سے بڑھکر ہوں تو پھر کیا اسکی پیدائش کیوقت بھی ایسا ہوا مگر ہمیں خیال ہے کہ آپ اپنا وہی عقیدہ جواباً تحریر کردیںگے جسکو آپ لوگوں نے اپنا اکل و شرب بنایا ہوا ہے یعنے مسیح موعود نبی نہ تھا صرف ایک مجدد تھا واویلا اُن پر! جو احمدیت کا دم بھرتے ہوئے ایسے عقیدہ کو قبول کرلیتے ہیں۔

(ب) فرشتے نے کہا کہ وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا اور اسکی بادشاہت کا آخر نہیں ہوگا۔ آیت ۳۳ کیوں جی مسٹر آپ نے اس آیت کو اپنے استاد سے کس طرح سمجھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو

یاد نہیں رہا بس اب ہم آپکو سنا دیتے ہیں یہ آیت بخیال عیسائیاں یسعیاہ ۹/۶ والی پیشگوئی کی تشریح ہی جہاں لکھا ہی ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا ہماری لئے ایک لڑکا تولد ہوا نام اسکے بشیر۔ سلامتی کا شہزادہ ہونگے سلطنت اسکے کندھے پر ہوگی۔

عجیب کے لفظ پر غور کرو اگرچہ عجائبات قدرت کی کچھ حد نہیں مگر پیدا ہونے والے موعود کی نسبت یہ لفظ ایک خاص معنی دیتا ہے جس کے سچے معنے اور تفسیر صرف مسیح کی پیدائش بے پدر ہی ہو سکتی ہے اور یہی اس لڑکے کی شناخت رکھی ہے عیسائی اسکے علاوہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکا مردوں میں سے جی اٹھنا بھی عجیب تھا اور مطلب انکا یہ ہوتا ہی کہ مسیح کی سوانح کے سارے واقعات عجیب و غریب ہیں مگر ہم مسلمان اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ یسعیاہ ۹/۶ میں صاف لکھا ہی ہمکو ایک لڑکا بخشا گیا ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا پس یہاں پر صرف اسکی پیدائش ہی کے ساتھ ربط دینے کو لفظ لڑکا لکھکر عجیب لکھا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح بخیال اناجیل تو یساں جب دوبارہ زندہ ہوا اسوقت لڑکا نہ تھا اسلئے بخیال عیسائیوں کے اس عجیب واقعہ کا یسعیاہ نے ذکر نہیں کیا۔

(ج) مریم نے فرشتہ کو کہا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے جس صورت کہ میں مرد کو نہیں جانتی آیت ۱/۳۴ فرشتے نے اسکا یہ جواب دیا تہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی آیت ۱/۳۵ پس مسٹر فضل الٰہی بتاوے کہ اگر بخیال اسکے مسیح نے یوسف کے نطفہ سے پیدا ہونا تہا تو پھر روح القدس اور قدرت کے سایہ کی تشریح کی کیا ضرورت تہی کیا مریم (نعوذ باللہ) دہریہ تھی۔ جو خدا کی قدرت کو نہیں مانتی تہی ہرگز نہیں اسنے حیرانی صرف اسوجہ سے ظاہر کی تہی کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہی بغیر مرد کے کوئی عورت حاملہ ہو جائے تو فرشتے نے اسکے جواب میں یہی الفاظ آیت ۱/۳۵ والے کہے تھے اور آگے ایک زندہ مثال سے اسکی تسلی بھی کی تہی۔

(د) اور دیکھ تیرے رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑہاپے میں بیٹا ہونیوالا ہی اور اب اسکو جو بانجھ کہلاتی تہی چھٹا مہینہ ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی امر محال نہیں آیت ۱/۳۶ و ۳۷

یہ ایک مثال پیش کر کے فرشتے نے مریم کا اطمینان کیا کہ دیکھ بڑہاپے میں بیٹا نہیں ہو سکتا پھر جبکہ خاوند بھی بوڑھا ہو اور اسکی عورت بوڑھی ضعیفہ عورت بانجھ بھی ہو مگر خدا کے نزدیک یہ ناممکن امر بھی ممکنات سے ہے چنانچہ جا اور دیکھ کہ تیری رشتہ دار الیشبع بھی باوجود ضعیفہ اور عاقر ہونیکے چھ ماہ سے حاملہ ہی پس تو کیوں خیال کرتی ہی کہ یہ کسطرح ہوگا خدا کے نزدیک یہ محال امر نہیں ایسا ہی ہوگا کہ مرد تجھے نہ چھوئیگا۔ اور تو روح القدس

سلا یہ بات [illegible] عیسائی مسلمات کی بنا پر ہے۔ ۱۲

سے حاملہ ہو جائیگی چنانچہ مریم بموجب لوقا ۱/۳۹ اپنی تسلی اور الیشع کو دیکھنے کے لئے یہودا کے ایک شہر میں گئی اور زکریا کے گھر میں داخل ہو کر الیشع کو دیکھ کے اپنا اطمینان کر لیا۔

چوتھی دلیل اناجیل میں مسیح کی ماں مریم کو تقریباً تیس بار مسیح کی ماں لکھا ہے نمونہ کے طور پر دیکھو متی ۱/۱۸ و ۲/۱۱ و ۲/۱۳ و ۲/۱۴ و ۲/۲۰ و ۲/۲۱ و ۱۲/۴۶ و ۱۳/۵۵ اور مرقس ۶/۳ اور لوقا ۱/۴۳ و ۲/۳۴ و ۲/۴۸ و ۲/۵۱ و ۸/۱۹ و ۸/۲۰ اور یوحنا ۲/۱ و ۲/۳ و ۲/۵ و ۲/۱۲ و ۱۹/۲۵ و ۱۹/۲۶ و ۱۹/۲۷ وغیرہ مگر یوسف کو شاید زیادہ سے زیادہ اسّی بار مسیح کا شرعی باپ انجیل نویسوں نے تحریر کیا ہے جنمیں سے بہت جگہ یہود کے اس خیال کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ یوسف کا بیٹا ہے اب غور کا مقام ہے تیس بار مریم کا بیٹا فضل الہی کو نہ جچا اسکو اگر جچا تو صرف چند بار یوسف کو یہود کے زبانی مسیح کے باپ والا مسئلہ جچا اور اسنے اسباب کا خیال نہ کیا کہ یہ تو دوسرے غیر لوگوں کے خیالات ہیں جو کسی تحقیق پر مبنی نہیں یہ مسیح کے حق میں آپ کی اور آپکے استادوں کی دشمنی ہے کہ اسکا باپ یوسف تجویز کیا اور معجزہ کو باطل کرنا چاہا کیونکہ اگر اناجیل کے الفاظ پر ہی غور کرکے آپ کس نتیجہ پر پہنچا کرتے ہیں تو پھر کیوں کثرت کو دیکھکر یہ اقرار نہیں کرتے ہو کہ وہ خدا[۱۵] کا بیٹا تھا کیا تین چار یہود کا کلام سنکر آپ فی الفور کہہ سکتے ہیں کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے تہا مگر ایک صد بار خدا کا بیٹا پڑھکر اسکو خدا کا بیٹا نہیں مان سکتے۔

پانچویں دلیل کسی نے کیا خوب کہا ہے من آنم کہ من دانم اگر اس معیار کی رو سے بھی ہم اس مسئلہ کے بارے میں تحقیق تفحص کریں تو ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو خود بھی یہ دعویٰ تہا کہ میں بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں چنانچہ متی ۲۲/۴۱-۴۴ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسیح نے کس طرح یہ دعویٰ کیا۔ تشریح اسکی یہ ہے۔ کہ چونکہ یہود اپنی خباثت اور جبلی شرارت کی وجہ سے ہمیشہ مسیح علیہ السلام کو مطعون کیا کرتے تھے کہ تیرا تو باپ ہی نہیں پھر تو مسیح موعود کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ اسنے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہونا تہا۔ مسیح نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو کہ وہ کس کا بیٹا ہے۔ اگر وہ بخیال شما داؤد کا بیٹا ہے تو پھر داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے۔ کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے نہ کر دوں۔

---

۱۵ جسطرح یہودیوں کے کہنے سے یہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے تہا۔ اسی طرح ہم عیسائیوں کے کہنے کے مطابق یہ بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ مسیح خدا کا بیٹا یا اقنوم ثانی ہے بلکہ جس طرح ہم از روئے اناجیل یوسف کو مسیح کا شرعی باپ مان سکتے ہیں۔ اسی طرح خدا کو مسیح کا روحانی باپ کہہ سکتے ہیں نہ تو بموجب قاعدہ کلیہ کے مسیح یوسف کا بیٹا تھا اور نہ خدا کا بلکہ مریم کا بیٹا خدا کی قدرت سے۔ ادریس۔

زبور ۱۱۰ آیت دشمن لاجواب ہو گئے چنانچہ متی ۲۲ میں لکھا ہے اور کوئی اسکے جواب میں ایک بات نہ بول سکا اور نہ اس دن سے پھر کسی نے اس سے سوال کرنے کی جرأت کی۔

مسٹر فضل الٰہی غور کریں کہ اگر بخیال جناب مسیح واقعی یوسف کے نطفہ سے تھا تو کیوں نہ یہود کو جواب دیا کہ میں داؤد کے خاندان سے سچا اور پکا اسرائیلی ہوں کیوں اسنے یہ کہا کہ آنے والا موعود جسطرح تم سمجھتے ہو اسی طرح داؤد کی نسل سے نہیں ہو گا اور اسی طرح جسمانی رنگ میں میں بھی نہیں ہوں اور کس طرح زبور ۱۱۰ کی تغییر اور معنی کی طرف انہیں اشارہ کیا کہ چونکہ میں روح القدس کی طرف سے ہوں اسی لئے وہ مجھے خداوند کہتا ہے اور مسٹر نو مسلم کو اگر وقت نظر حاصل ہو گی تو معلوم ہو گا کہ آجتک یہودی مناظرین نے یوسف کے نسب نامہ کو غلط ثابت نہیں کیا اور نہ کوئی اسپر ایسا اعتراض کیا نہ تو کسی مسیح کے ہمعصر یہودی نے نہ اسکے بعد مگر صدیوں کے بعد جب عیسائیوں اور یہودیوں میں عداوت کا بازار گرم ہؤا تو ایک دو یہودیوں نے یہ کہا کہ اسکا رد ایسے طریق سے کیا گیا کہ آجتک یہود کو چوں کرنے کی مجال نہیں اور شاید اگر عیسائیت کی حالت میں ہمارے مسٹر فضل الٰہی صاحب کو کبھی کسی یہودی کے ساتھ گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہو گا تو خود دیکھ لیا ہو گا۔ کہ آج تک مسیح کے اس جواب اور دلیل کا یہود کچھ بھی جواب نہ دے سکے۔ بشرطیکہ اسوقت مسٹر کو یہ دلیل بھی کسی نے بتائی ہو۔

ہم نے مسیح کے تولد کی نسبت فضل الٰہی صاحب کے گھوڑہ کو جو صرف فاسد اور باطل اوہام کی بنا پر تھا۔ اس سے زیادہ مضبوط اور قوی دلائل سے رد کر دیا۔ جن کے وہ مستحق ہو سکتے تھے اور آیندہ کو بھی آپ کی انجیل دانی کی قلعی کھولنے کے لئے تیار ہیں۔ فقط

(راقم جواب کا طالب ایک نو مسلم از قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقائد ہم نے بدلے ہیں

یا

مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقائے

آجکل غیر مبائعین کی طرف سے یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ ہمنے باتباع سیدنا ذو العزم حضرت مرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد اپنے عقائد بدل دئیے ہیں اور اب ہمارے وہ عقیدے نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم الوصال سے قبل تھے اسکے لئے مولنٰنا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل کا یہ مضمون نہایت دلچسپی سے پڑھا جائیگا اور انشاء اللہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوگا کیونکہ اس میں مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے لکھے ہوئے ان مضامین سے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ۱۹۰۸ء سے پہلے لکھے گئے ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بھی انہی معنوں میں نبوت مسیح موعود کے قائل تھے جن معنوں میں کہ ہم قائل تھے اور ہیں اور بفضلہ تعالےٰ رہینگے۔ اور یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ سیدنا محمود کا ابتداء سے یہی عقیدہ تھا جو اب آپ اعلان فرما رہے ہیں یہ مضمون غیر مبائعین اور مولوی محمد علی صاحب پر ایک حجت ملزمہ ہے جس کے جواب سے وہ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے چاہیئے کہ حق پسند سعید روحیں اسپر غور فرمائیں

(اڈیٹر)

اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق میاں صاحب کے عقائد ان عقائد کے سراسر برخلاف ہیں جن کی تعلیم خود حضرت اقدس ؑ نے جماعت کو دی تھی اور جن پر جماعت احمدیہ آپکی زندگی میں قائم تھی۔ اب میاں صاحب کے کہنے سے جماعت کے اکثر حصہ نے ان حضرت اقدس کے بتائے ہوئے عقائد کو چھوڑ کر ان نئے عقائد کو اختیار کر لیا ہے۔

جواب

واقعات اس اعتراض کو باطل قرار دیتے ہیں۔ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے میں نے اس امر میں بہت غور کیا ہے۔ کہ آیا

حضرت صاحبزادہ صاحب کے عقائد میں تبدیلی آئی ہے یا مولوی محمد علی صاحب کے عقائد میں۔ میرے نزدیک یہ امر روز روشن سے بھی بڑھکر صاف اور ظاہر ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے عقائد اب بھی وہی ہیں جو حضرت اقدس کی زندگی میں تھے کوئی تبدیلی ان میں نہیں آئی جسقدر تبدیلی آئی ہے وہ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ غیر مبائعین کے عقائد میں آئی ہے باقی جماعت انہی عقائد پر قائم ہے جن پر وہ حضرت اقدس کی زندگی میں قائم تھی۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ہر ایک ذی انصاف شخص واقعات پر غور کرنے کے بعد میرے اس بیان کی تصدیق کریگا۔ اور جو خیال آپ نے ظاہر فرمایا ہے اسکو کبھی صحیح تسلیم نہیں کریگا۔

ریویو آف ریلیجنز حضرت اقدس اور جماعت احمدیہ

میرے مکرم دوست! یہ امر آپ سے ہرگز مخفی نہیں ہوگا۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ایک ماہوار رسالہ ہے۔ جو حضرت اقدس کی زندگی میں جاری ہوا۔ بلکہ خود حضرت اقدس نے اپنی طرف سے جاری کرایا اور اسکے اجرا کی اصل غرض ہی حضور کی تعلیم کو دنیا میں شائع کرنا تھی جیسا کہ اسکے پہلے ہی نمبر کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

"ہم سب سے اوّل اس رسالہ میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ایسا مصلح اسوقت کون ہے۔ اور پھر ہماری اس رسالہ کے اغراض میں سے دوسری غرض یہ ہے کہ وہ مصلح کن دلائل اور نشانوں کیساتھ اپنے تئیں منجانب اللہ ظاہر کرتا ہے پھر تیسری غرض یہ ہے کہ اسکی اخلاقی تعلیم کیا ہے پھر چوتھی غرض یہ ہے کہ وہ کن اعتقادات کو سکھلاتا ہے اور کن سے منع کرتا ہے۔ پانچویں غرض یہ ہے کہ وہ کن کن علوم اور معارف کو لایا ہے اور اس کے معارف کس کتاب الہی کے موافق ہیں اور اس سے نکلتے ہیں چھٹی غرض یہ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لئے عمل اور سلوک کا وہ کیا راہ سکھلاتا ہے۔ یہی ستہ ضروریہ اصل اغراض اس رسالہ کے ہونگے۔" (صفحہ ۸)

اسکے ایڈیٹر شروع سے مولوی محمد علی صاحب تھے۔ جو ۱۹۰۹ء تک اس کام پر متعین رہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی نظر سے اور جماعت احمدیہ اور نیز کثیر التعداد غیر احمدیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی نظروں سے گزرتا رہتا تھا۔ غرض اس میں شائع شدہ مضامین ہمیشہ حضرت اقدس اور جماعت احمدیہ اور دیگر لوگوں کے مطالعہ میں آتے رہتے تھے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ اس میں کوئی ایسا مضمون شائع ہو جو حضرت اقدس کی تعلیم کے سراسر خلاف ہو اور پھر وہ حضرت اقدس سے بھی مخفی رہے۔ اور

تمام جماعت احمدیہ سے بھی بالکل پوشیدہ اور مستور رہے اور نہ ہی یہ ممکن ہو کہ حضرت اقدس ایسے ذمہ وار رسالہ میں ایسے خطرناک مضمون کو دیکھکر اسکی تردید نہ فرمائیں اور نہ جماعت احمدیہ اس پر اطلاع پاکر اسکے خلاف آواز اٹھائے اور یہ بات تو وہم میں بھی نہیں آسکتی کہ ایسا غلط مسئلہ اور حضرت اقدس کی تعلیم کے سراسر خلاف عقیدہ متواتر کئی سال تک اس رسالہ میں شائع کیا جاتا ہے۔ اور حضرت اقدس کی وفات تک بڑے زور سے ایسے رسالہ میں جس کی غرض ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو دنیا کے سامنے صحیح طور پر پیش کرنا ہو شائع کیا جاوے اور حضرت اقدس کبھی بھی اسکی تردید نہ کریں بلکہ اسکی خریداری اور اشاعت کے لئے تمام جماعت کو بڑے زور سے تاکید فرماتیں۔ اور تمام جماعت احمدیہ بھی ایسے غلط مضمون کو پڑھکر اور ایسے حضرت اقدس کی تعلیم اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے سراسر خلاف پاکر نہ کبھی خود اسکی تردید کرے اور نہ حضرت اقدس کی خدمت میں گزارش کرے کہ حضور آپ ہمیں ہمیشہ اور تعلیم دیتے ہیں۔ اور یہ رسالہ جو آپکی طرف سے ہی شائع ہوتا ہے کچھ ہی اور عقاید کی تعلیم دیتا ہو جو حضور کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ اور پھر ان عقائد کو آپکی طرف منسوب کرتا ہے۔ ہم ان متخالف اور متضاد عقائد میں سے کونسے عقائد کو اختیار کریں بلکہ تمام جماعت ہمیشہ اپنے عمل سے ان مضامین پر مہر تصدیق کرتی رہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ مذکورہ سے اس بات کی بابت کبھی استفسار نہ کیا جاوے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ احمدی کہلا کر ایسے مضامین اپنے قلم سے لکھکر اس رسالہ میں شائع کر رہے ہیں۔ اگر کبھی کسی نمبر میں ضمناً کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو۔ اور حضرت اقدس نے یا جماعت کے لوگوں نے اس غلطی کا ازالہ نہ کرایا ہو تو سمجھ جائے تعجب نہیں مگر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ سالہا سال تک ایسے رسالہ میں ایسی غلط تعلیم پیش کیجاتی رہے جو سلسلہ کے بنیادی پتھر کو ہلا دینے والی اور اسلام کی بیخکنی کا موجب ہو۔ اور باوجود اسکے نہ حضرت اقدس اسکا ازالہ فرمائیں۔ اور نہ جماعت احمدیہ اسکی تردید کی طرف متوجہ ہو۔

ریویو کے چند مضامین کا حوالہ جن میں حضرت اقدس کو نبی اور رسول ثابت کیا گیا ہے

اس تمہید کے بعد اب میں آپکی توجہ ان مضامین کی طرف منعطف کراتا ہوں۔ جن میں مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کو نبی اور رسول بتاتے رہے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اور دلائل حدیثیہ سے اور دیگر مذاہب کی مستند مذہبی کتابوں سے آپکی نبوت و رسالت کو بڑے زور کے ساتھ

ثابت کرتے رہے ہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ سے آپ پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ حضرت اقدس کی زندگی میں آپکی نبوت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا کیا عقیدہ تھا اور جماعت احمدیہ کیا عقیدہ رکھتی تھی۔ اور حضرت اقدس کی اس بارہ میں کیا تعلیم ہے؟ اسجگہ اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ ایسے تمام مضامین کو نقل کیا جاوے اس لئے میں ان میں سے صرف بعض مضامین کی نشان دہی کر دیتا ہوں۔ تاکہ جب آپ چاہیں۔ ریویو کے فائلوں میں سے آسانی سے نکال کر مطالعہ میں لاسکیں۔ لیکن زیادہ مفید یہ ہوگا کہ آپ شروع سے لیکر ۱۹۰۹ء تک (یعنے جب تک اس رسالہ کو مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹ کرتے رہے) کے ریویو کے تمام فائل ایک نظر دیکھ جائیں ورنہ سردست آپ ان میں سے حسب ذیل مضامین کو مطالعہ میں لائیں۔

(۱) ریویو جلد ۴ نمبر ۱۰ (ایک نیا معترض) صفحہ ۳۹۴ تا ۴۰۱

(۲) " " " ۱۲ (عصر جدید کا بیوجہ جوش اور سلسلہ احمدیہ کی اصل غرض) ۴۶۳ - ۴۶۹

(۳) " " ۵ " ۵ (سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد) ۱۶۳ - ۱۹۲

(۴) " " " ۶ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر حالات) ۲۲۸ - ۲۴۲

(۵) " " " ۱۱ (ایک نیا معترض نمبر ۲) ۴۲۷ - ۴۳۷

(۶) " " ۶ " ۳ (آخری زمانہ کا مصلح) ۸۱ - ۱۰۸

(۷) " " " ۷ (شاندار مستقبل کی پیشگوئی) ۲۶۸ - ۲۷۴

(۸) " " ۷ " " (حضرت مسیح موعود کی وفات پر چند مختصر نوٹ) ۲۹۱ - ۲۹۲

ریویو کی بعض عبارتیں ایسی آپکی سہولت کی غرض سے اسجگہ ریویو آف ریلیجنز کی بعض عبارتیں نقل بھی کر دیتا ہوں۔

نبی یا مدعی نبوت (۱) مولوی محمد علی صاحب خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"وہ آیا ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہو جیسے آپ اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر چکے ہیں وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے یا نہیں۔" (جلد ۶ نمبر ۱۲ صفحہ ۴۹۵)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بیان کیا ہے۔ بلکہ

اس نام کا اطلاق آپ پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مساوی طور پر اور ایک ہی معنے میں کر کے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ نفس نبوت میں حضرت مسیح موعود میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲) "انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے اور یا اسلئے ہوتا ہے کہ ناپاک لوگوں کو اس اعتراض کا موقعہ نہ ملے کہ وہ ایک جاہ طلب اور شہرت پسند انسان ہے جس نے یہی ایک ذریعہ شہرت حاصل کرنیکا سوچ لیا ہے انکے لئے اپنے گوشۂ خلوت سے باہر نکلنا سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے اور اسکی فرمانبرداری میں وہ اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ کر اسی کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ متواتر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک جبتک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت توبہ لیں۔ آپکو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا اور سالہا سال تک گوشۂ خلوت سے باہر نہیں نکلے۔ یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے" (جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲)

اس حوالہ میں بھی مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی بیان کر کے بتایا ہے کہ انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی جو سنت قدیم سے چلی آتی ہے اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نبی ہیں اور انہی انبیاء کے زمرہ میں سے ہیں۔ جنکو اللہ تعالیٰ قدیم سے مبعوث کرتا آیا ہے اور لفظ نبی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے اسی طرح آپ پر بھی صادق آتا ہے۔

(۳) "چونکہ یہ فتنہ ہر چہار اکناف عالم میں پھیل چکا ہے اسلئے یہی وہ آخری زمانہ ہے۔ جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا" (جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۸۳)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موعود نبی کے نام سے ذکر کر کے بتایا ہے کہ آپ کے متعلق جو پیشگوئیاں قرآن کریم حدیث شریف اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں ہیں۔ وہ آپکو نبی قرار دیتی ہیں اور اس طرح سے بتا دیا ہے کہ جن معنوں میں قرآن کریم اور حدیث میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں۔

(۴) "فارسی الاصل (رجل من ابناء فارس) کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے

اسکی جڑھ قرآن شریف میں موجود ہے چنانچہ سورہ الجمعہ میں آیا ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ترجمہ خدا تو وہ ہے کہ جس نے اُمّی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا کہ انہیں اسکی آیات سنائے اور انہیں پاک بنائے اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے ہمرنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا جو انہیں خدا کی آیات سنائیگا اور انہیں پاک بنائیگا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیگا اور خدا غالب اور حکمت والا ہے" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۶)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح نبی ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول تھے۔

(۵) "آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ انہیں آخرین کہا گیا ہے اور یہی وہ لفظ ہے جو بجنسہٖ یا جس کے مترادف الفاظ ان تمام پیشگوئیوں میں لکھے ہوئے ہیں جو مسیح موعود کے نزول کے متعلق ہیں" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۶)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کو فارسی الاصل نبی بتایا ہے اور اسکے اثبات میں قرآن اور حدیث کو پیش کیا ہے۔

(۶) "پیشگوئی کے بیان میں اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۸)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کو نبی آخر زمان بیان کیا ہے۔

(۷) "ان ابتدائی اور خارجی امور کے فیصلہ سے ہم اب اس حالت میں ہوگئے ہیں۔ کہ اس نبی آخر زمان کے دعوے کی تصدیق کو سمجھنے کے لئے اندرونی شہادت پر غور کریں" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۹)

اس حوالہ میں بھی مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کا ذکر نبی آخر الزمان کے نام سے کیا ہے۔

(۸) مولوی محمد علی صاحب خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:۔
"مجھے تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے جس سے اسکا حق پر ہونا کھل جائے" (جلد ۴ نمبر ۱۲ صفحہ ۴۶۴)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں عیسائیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں غیر احمدیوں کا ذکر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت مسیح موعود ع پر لفظ مدعی نبوت کا اطلاق کر کے ظاہر کیا ہے کہ جن معنوں میں نبی کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی صادق آتا ہے

(۹) اور جلد ۵ نمبر ۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔
"(ا) خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کیلئے قائم کئے تھے یعنے عدل وانصاف۔ کفایت شعاری۔ سعی ومحنت اور اتفاق قومی۔ میں نے ان کی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کر کے دکھایا تہا کہ یہ وہ اصول نہیں جو کلام ربانی میں حق اور باطل کے درمیان امتیازی نشانوں کے طور پر قائم کئے گئے ہوں۔ نہ ہی ان باتوں پر زور دیکر ہم کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ بلکہ امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے جس کو قرآن کریم نے اس پختہ اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا" (صفحہ ۴۲۷)
"(ب) نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔" (صفحہ ۴۳۱)
"(ج) چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں جو میں نے بیان کئے ہیں پیش کی ہیں۔ جو انکے اپنے الفاظ میں نقل کیجاتی ہیں۔"
"... شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ

کو ہوگا .... شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا .... ۲- بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون انکے بچوں کو قتل کر دیتی تھی .... ۳- مسیح مصلوب ہوئے اور یہود نے فتح حاصل کی .. .. ۴- خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ....؟

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے؟ کیا بنی اسرائیل کے شیرخوار لڑکے مدعی نبوت تھے؟ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟" (صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ :-

(۱) خواجہ غلام الثقلین نے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کے لئے چند اصول بیان کئے جس پر میںنے انکی غلطی کو ظاہر کر کے انہیں بتایا کہ مدعی نبوت کی صداقت کے پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول مقرر نہیں فرمائے یعنے حضرت مرزا صاحب تو مدعی نبوت ہیں اور انہی معنوں میں نبوت کے مدعی ہیں جن معنوں میں قرآن کریم میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے اسلئے انکے دعوی کی صداقت معلوم کرنے کے لئے انہی معیاروں کو مدنظر رکھنا چاہئے جو قرآن کریم نے انبیاء کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اس قسم کی نبوت نہیں کہ جس قسم کی اس امت کے دیگر اولیاء اور مقربین اور محدثین کی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔ بلکہ آپ انہی معنوں میں نبی ہیں

جن معنوں میں دیگر انبیاء علیہم السلام جیسے مسیح ناصری وغیرہ نبی تھے ظاہر ہے کہ خلفاء اربعہ وسبطین رض رؤیا صالحہ سے جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے مُشرّف تھے اور بالخصوص ان میں سے حضرت عمر رض کا نام تو خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے محدث ہذہ الامتہ رکھا ہے اور محدث پر جزوی نبی اور ناقص نبی کا لفظ اطلاق پاتا اور صادق آتا ہے۔ سو مولوی محمد علی صاحب نے اس حوالہ میں محدثوں کو انبیاء سے الگ کر کے اور ان کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی جیسے حضرت مسیح ناصری وغیرہ نبی تھے بیان کر کے ظاہر کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت جزوی یا ناقص نہیں بلکہ پوری یعنے کامل نبوت ہے اور کہ آپکی نبوت کو ناقص قرار دینا گویا تمام انبیاء علیہم السلام کو ناقص قرار دینا ہے کیونکہ جن معنوں میں پہلے انبیاء کرام نبی تھے انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں۔ اور جن دلائل سے ان انبیاء کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے ان تمام دلائل سے آپکی نبوت بھی ثابت شدہ ہے۔ پس آپکو ناقص نبی یا جزوی نبی کہکر جو حملہ آپ پر کیا جاویگا وہ صرف آپ پر نہیں ہوگا بلکہ اسکی زد تمام انبیاء پر پڑے گی۔

(۱۰) اور ریویو جلد پنجم میں صفحہ ۴۳۱ پر خواجہ غلام الثقلین کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"استفادہ کی خواہش تو آپ کو کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ آپ ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے تھے"

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو مدعی نبوت بیان کیا ہے۔

(۱۱) اور ریویو جلد ۴ صفحہ ۴۶۴ میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ

"مجھے تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے جس سے اسکا حق پر ہونا کھلجائے"

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے آنحضرت کو عیسائیوں کے مقابل پر اور حضرت اقدس کو غیر احمدیوں کے مقابل پر مدعی نبوت بیان کیا ہے۔

(۱۲) اور اسی جلد کے صفحہ ۴۶۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دیا ہے۔ اوّل یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اسکی نبوت کو اور اسکے منجانب اللہ ہونیکو تسلیم کریں۔۔۔۔۔۔۔

سو یاد رکھنا چاہئے کہ بعینہٖ اسی قدیم سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا ہے ۔" (صفحہ ۴۶۶)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے بڑی تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح نبی ہیں جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام جو قدیم سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے ہیں نبی تھے اور آپ نبی ہونے کے لحاظ سے انبیاء و رُسل کے زمرہ میں داخل ہیں یہ نہیں کہ پہلے انبیاء تو سچ مچ کے نبی ہوتے تھے لیکن آپ نعوذ باللہ یونہی جھوٹے موٹے اور محض برائے نام نبی ہیں ۔ غرض جیسے پہلے نبی تھے ۔ ویسے ہی آپ بھی نبی ہیں اور جو پہلے انبیاء کا کام ہوتا تھا وہی آپکا کام ہے ۔

رسول ۔ پیغمبر ۔ مرسل اور مدعی رسالت

(۱) مولوی محمد علی صاحب بعض غیر احمدیوں کی طرف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

"آہ ! عجب حالت ہے ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو اس بات پر زور دے رہے ہیں ۔ کہ مذہبی فرائض کی ادائیگی کو پیسہ کمانے کیلئے بالکل ترک کر دینا چاہئے ۔ اور دوسری طرف خدا کا وہ برگزیدہ رسول ہے ۔ جو اس شخص کو اپنے ساتھیوں میں نہیں سمجھتا جو دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا ۔" (جلد ۴ نمبر ۲ صفحہ ۶۹)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر برگزیدہ رسول کے نام سے کرتے ہیں ۔

(۲) "یہ الفاظ ایسے وقت میں شائع کئے گئے تھے ۔ جب ڈوئی کے عروج کا ستارہ اوج پر تھا اور یہ وہم بھی نہ ہو سکتا تھا کہ وہ ایسا ذلیل ہو جائیگا ہاں اسکے انجام سے سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی واقف نہ تھا اور اس نے جیسا کہ خود فرمایا ہے کہ لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۔ اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ خدا کے سچے مرسل کے سامنے ہلاک ہوگا ۔" (جلد ۶ نمبر ۴ صفحہ ۱۴۹)

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے نہ صرف برگزیدہ رسول اور سچے مرسل کے لفظوں میں حضرت اقدس ع

کا ذکر کیا ہے بلکہ آپکی نبوت و رسالت کے ثبوت میں قرآن کریم کی ایک زبردست دلیل بھی دی ہے۔

(۳) مولوی محمد علی صاحب رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں "سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد" کے عنوان کے ذیل میں حضرت اقدس کی نبوت و رسالت کے متعلق اپنے عقیدہ اور سلسلہ احمدیہ کے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

"باوجود اسکے کہ اس شخص (یعنے چراغ دین جمونی ناقل) نے دعویٰ رسالت کیا اور اسلام پر اس کا حملہ سخت تھا کیونکہ وہ عیسائی مذہب کو بھی سچا مانتا تھا کس مولوی نے اسکی مخالفت کی؟ کس نے کفر کا فتوے تیار کیا؟ کس نے اخباروں اور رسالوں کے ورق اسکی مخالفت میں سیاہ کئے۔ کیا جائے تعجب نہیں؟ کہ ایک شخص (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ناقل) جو اسلام کا حامی ہوکر مدعی رسالت ہو۔ اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کررہا ہو۔ اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کررہا ہو۔ اسپر تو فتووں کا اسقدر جوش و خروش ہو کہ کھانا پینا اور سونا بھی حرام کردیا جائے۔ اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہوکر مدعی رسالت ہو اور بظاہر اپنے آپکو مسلمان کہتا ہو تو اسکی مخالفت کے لئے ایک سطر بھی نہ لکھی جاوے پھر جس کی مخالفت کیگئی تھی وہی کامیاب ہو اور دوسرا ہلاک ہو۔ اگر دعویٰ محض دعوے رسالت ہی مخالفت کا باعث ہوتا تو کیا وجہ تھی کہ چراغ دین کی مخالفت نہ ہوئی حالانکہ ابھی مولوی محمد حسین صاحب زندہ ہی ہیں" (جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۶۶)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو مدعی رسالت اور آپکے دعوے کو دعویٰ رسالت بیان کیا ہے۔

(۴) "خود طبیعتیں بتارہی ہیں کہ یہ وہی آخری دن ہیں جنکا وعدہ دیا گیا تھا۔ ان کے ماسوا ہر ایک مذہب میں اور بھی بعض علامات اور قرائن ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن سے یہ زمانہ معیّن کیا جاسکتا ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں اس امر پر متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا۔ جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور شور سے جمع ہوجاینگی۔ جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ

گزری ہو" (جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۸۱)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو نہ صرف پیغمبر آخر زمان کے نام سے ذکر کیا ہے بلکہ تمام مذاہب عالم کی پیشگوئیوں کو اس امر کا مثبت بیان کیا ہے۔ اور نیز حضرت اقدس کی شان کی عظمت اور آپکے کام کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جس فساد اور ضلالت کے مقابلہ کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں اسکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں کبھی نہیں گزری۔ اور اس پر بھی تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کو شاہد قرار دیا ہے۔

(۵) پھر عبارت مذکورہ بالا کے ساتھ ہی لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے کہ موعود پیغمبر کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان اسوقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا اور آخر کار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائینگی" (جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۸۱)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو موعود پیغمبر کے نام سے ذکر کیا ہے۔

امتی کا لفظ ان مذکورہ بالا حوالوں میں جہاں جہاں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نبی۔ رسول۔ مدعی نبوت۔ مدعی رسالت۔ موعود نبی۔ موعود پیغمبر۔ پیغمبر آخر زمان۔ نبی آخر زمان وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہاں کہیں بھی امتی کا لفظ ساتھ نہیں رکھا۔ حالانکہ رسالہ الوصیۃ میں جو دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہو چکا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھ چکے تھے۔ کہ

"اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں"

پس باوجود حضرت اقدس کے اس ارشاد کے مولوی محمد علی صاحب کا حضرت اقدس کے متعلق بار بار نبی اور رسول کا لفظ استعمال کرنا اور ایک دفعہ بھی امتی کا لفظ ساتھ استعمال نہ کرنا۔ اور پھر باینہمہ حضرت اقدس کا اسے غلطی نہ قرار دینا اور جماعت احمدیہ کا اس کے متعلق اسوقت قطعاً سوال نہ اٹھانا صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ حضور کے مذکورہ بالا ارشاد کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ امتی کے لفظ کو ساتھ ملائے کے بغیر آپ پر نبی یا رسول کے لفظ کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس ارشاد کا مدعا صرف اس قدر ہے کہ آپنے منصب نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل کیا ہے۔

ظلی بروزی وغیرہ الفاظ

اسی طرح ان تمام حوالجات میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کیلئے نبی اور رسول کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ظلّی۔ بروزی۔ غیر حقیقی اور غیر مستقل کے الفاظ بھی استعمال نہیں کئے اور اس پر بھی نہ کبھی جماعت احمدیہ نے مولوی صاحب پر اعتراض کیا۔ اور نہ کبھی حضرت اقدس نے اس غلطی کا (اگر یہ غلطی تھی) ازالہ کروایا جس سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت اقدس کے نزدیک اور تمام جماعت احمدیہ کے نزدیک اور مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک یہ الفاظ **نفس نبوت** کے منافی ہرگز نہیں بلکہ صرف قسم نبوت کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ اور ان کے اطلاق یا عدم اطلاق کا **نبی** کے اصل مفہوم پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور کہ انکے اطلاق کے بغیر آپ کے لئے لفظ **نبی** اور **رسول** کا استعمال بالکل صحیح اور درست اور حضرت اقدس کے دعوے کے عین مطابق ہے۔

لفظ نبی اور رسول کا حضرت اقدس کیلئے عام طور پر استعمال کرنا

نیز ان حوالجات میں بار بار **نبی** اور **رسول** کا لفظ عام بول چال کے طور پر حضرت اقدس کے لئے استعمال کرنے پر حضرت اقدس اور تمام جماعت احمدیہ کا اسے **غلطی** نہ قرار دینا بلکہ برقرار رکھنا ثابت کرتا ہے کہ آپ کے لئے ایسے طور پر انکا استعمال صحیح اور جائز ہے اور کہ سنہ ۹۹ء میں یا اس سے پیشتر اس بات کو حضرت اقدس کے ناپسند فرمانے کی وجہ در اصل وہی ہے جو خود حضور نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰ میں بیان فرمائی ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ القول الفصل صفحہ ۹ الغایت صفحہ ۲۴ و حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۰ الغایت صفحہ ۳۳)

حضرت اقدس زمرہ انبیاء میں داخل ہیں

اسی طرح مولوی صاحب نے ان حوالجات میں اس بات پر بھی بہت زور دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود اسی طرح زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام ؑ داخل ہیں چنانچہ آپ نے اس مدعا کو ذیل کے حوالجات میں بھی بیان فرمایا ہے۔

(۱) "سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس مشن کی اصل غرض دنیا میں یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلاوے اور گناہ سے نجات پانے کی راہ بتاوے اس سلسلہ کا یہ دعوےٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے۔ اور اس دعوے کی تشریح یوں کیجاتی ہے کہ خدا تعالےٰ

پر ایمان صرف منہ کی ایک بات ہے جب تک کہ دل اس صداقت کے یقین سے بھرا ہوا نہ ہو۔ جس کا اقرار منہ سے کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی پر قدرت کے ملاحظہ سے بھی دلائل پیدا ہوتے ہیں مگر یہ دلائل صرف اس منطقی نتیجہ تک انسان کو پہنچا سکتے ہیں کہ خدا ہونا چاہئیے مگر اس خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی یہ ایک بالکل الگ امر ہے اور اسکا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں۔ جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہی اور ہوتا رہا ہے۔ اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدا تعالےٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کرکے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے ایسی ہی ضرورت اِس زمانہ میں ہی کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں '' (جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۸۲)

(۲) '' کوئی نبی اللہ صرف دفع شر ہی کے لئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ دفع شر ایک ابتدائی مرحلہ ہوتا ہی جس کے بعد اعلیٰ اصول نہایت برجستگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کئے ہوتے ہیں اور اگر دفع شر سے یہ مقصود حاصل کرنا مدنظر نہ ہو تو پھر یہ بالکل بے حیثیت اور بیقدر بات ہی اسی طرح مسیح موعود کا حال بھی ہے وہ اس قانون الٰہی سے مستثنٰی نہیں ہو سکتا '' (جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۵)

(۳) '' اب جب یہ تمام امور ایسے ہیں جن کا منہاج نبوت کے رُو سے انکار نہیں ہو سکتا اور حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوت کے رُو سے ہی ہو سکتا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہو گا کہ پھر ما بہ الامتیاز کیا ہے جس سے جھوٹے اور سچے میں شناخت ہو . . . . . . سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو خود پیشگوئیوں میں کثرت اور کیفیت کو دیکھنا چاہئیے کیونکہ قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اظہار علی الغیب کو اللہ تعالےٰ انبیاء اور رسل کے لئے مخصوص کرتا ہے یعنے کثرت سے غیب کی

اطلاع دینا۔" (جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۹۲)

"(۴) تمام دنیا کو تلاش کر لو۔ تاریخ کے ورقوں کو ایک ایک کر کے الٹ ڈالو۔ مگر ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے برگزیدہ نبیوں کے ہرگز کہیں نہ پاؤ گے۔" (جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۹۳)

"(۵) جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دیجاتی۔ بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے .... اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا۔ پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالےٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کے رو سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا۔ بلکہ صادقوں اور اپنے سچے **رسولوں** والا سلوک کرتا ہے اسکی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالےٰ سے جنگ کرنا اور اسکے کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں۔ تو پھر کسی **نبی** کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی۔" (جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۹۴)

ان حوالجات کے پیش کرنے سے کیا مقصود ہے؟

ان عقائد مذکورہ بالا کے مقابلہ میں مولوی محمد علی صاحب اب جن عقائد کا اظہار اور اشاعت کر رہے ہیں وہ میں ذیل میں بیان کرتا ہوں لیکن پیشتر اس سے کہ میں مولوی صاحب کے جدید عقاید کا ذکر کروں۔ پھر اپنے اصل مدعا کی طرف آپکی توجہ منعطف کراتا ہوں۔ میرا اصل مقصود صرف یہی نہیں ہے کہ ان حوالجات کے ذریعہ سے مولوی محمد علی صاحب پر اتمام حجت کروں۔ بلکہ میرا اہم مقصود ان کے پیش کرنے سے یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت اقدس کی نبوت کا عقیدہ آپکی رحلت کے بعد نہیں گھڑ لیا گیا۔ بلکہ آپ کی زندگی میں بھی جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ تھا۔ ہاں اگر کوئی شخص اس زمانہ میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر رہنے کا شرف حاصل نہ کر سکا ہو۔ اور آپکی تحریرات و تصنیفات کے مطالعہ سے بھی محروم رہا ہو۔ اور سلسلہ کے اخبارات اور رسائل سے بھی غافل رہا ہو۔ اور پھر ساتھ ہی اسے عام طور پر جماعت کے راسخین فی العلم سے ملاقات اور استفاضہ کا موقع بھی نہ ملا ہو اور اس وجہ سے وہ اپنے عقائد کی اصلاح نہ کر سکا ہو تو وہ مستثنٰی ہے کیونکہ اسے حضرت اقدس کی تعلیم سے صحیح طور پر آگاہی حاصل کرنیکا موقع ہی نہیں ملا اور نہ وہ اپنے عقائد کو درست کر سکا اسی طرح وہ شخص بھی مستثنےٰ ہے۔ جو باوجود ان ذرائع کے میسر آنے کے اور باوجود پورے طور پر اتمام حجت ہو چکنے

کے منافقانہ طور پر دل سے ان عقائد حقہ کا منکر رہا ہو۔ اور شیطان اخرس کی طرح اپنے اصلی عقاید کے اظہار سے اس زمانہ میں خاموش رہا ہو۔ اور باوجود بار بار ان عقاید کی اشاعت ریویو جیسے رسالہ میں ہوتی ہوئی دیکھکر اس نے نہ کبھی اپنے عقائد کی اصلاح کی ہو۔ اور نہ کبھی ان شائع شدہ عقاید کا اظہار حضرت اقدس پر یا جماعت پر کیا ہو

غلطیوں کے ازالہ کے متعلق حضرت اقدس کا معمول

جب ہم حضرت اقدس کا یہ طریق عمل دیکھتے ہیں۔ کہ جب کبھی آپکو اپنی جماعت کے کسی فرد کے متعلق یہ علم ہوجاتا کہ اس کے عقائد میں فلاں غلطی ہے تو آپ فی الفور اس غلطی کے ازالہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت کی ضرورت بھی یہی پیش آئی تھی کہ ایک احمدی پر ایک مخالف نے یہ اعتراض کیا کہ جس شخص کے ہاتھ پر تم نے بیعت کی ہوئی ہے۔ وہ نبوت کا مدعی ہے تو اس احمدی نے اس سے انکار کردیا سو چونکہ یہ جواب غلط تھا اسلئے حضور نے ایک لمبے اور مفصل اشتہار کے ذریعہ سے اس غلطی کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح جب ایک احمدی کے متعلق حضور کو اطلاع پہنچی۔ کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو حضور کی تعلیم کے خلاف ہیں تو اسی وقت حضور نے اشتہار تبلیغ الحق کے ذریعہ سے اس غلطی کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کے بدر کی ڈائری مظہر ہے کہ ایک احمدی پر ایک نواب ریاست نے یہ اعتراض کیا کہ مرزا صاحب نبوت و رسالت کے مدعی ہیں جس کے جواب میں اس احمدی نے کہا کہ حضور فرماتے ہیں۔ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ تو اس واقعہ کو سن کر حضور نے بڑے زور سے اس جواب کی غلطی کو ظاہر کیا اور فرمایا کہ ہم نبوت کے مدعی ہیں اور ہم پر نبوت کی تعریف صادق آتی ہے اسلئے ہم نبی اور رسول ہیں۔ اور بھی اسکی سینکڑوں مثالیں ہیں تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس کی نبوت کا مسئلہ آج گھڑ لیا گیا ہے حضور کی زندگی میں جماعت احمدیہ اس عقیدہ سے آشنا نہ تھی۔ اگر آپ نبی نہیں تھے تو کیا وجہ ہے کہ آپنے ان ریویو میں شائع شدہ غلطیوں کا ازالہ نہ فرمایا

حضرت اقدس کا نفی نبوت کو غلطی قرار دینا۔

آپ انہی واقعات پر غور فرمائیں۔ اگر حضرت اقدس نبی نہیں تھے۔ اور آپکا نبوت کا دعویٰ نہیں تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جب ایک صاحب سے ایک مخالف

نے کہا کہ تمہارا پیشوا نبوت کا مدعی ہے۔ اوران صاحب نے نفی میں جواب دیا۔ تو اس خبر کو سُن کر حضرت اقدس نے اسے ایک غلطی قرار دیکر ایک لمبے اشتہار کے ذریعہ سے اس کا ازالہ فرمایا۔ اور اسی طرح جب ایک صاحب نے ایک رئیس کے اس سوال پر کہ تمہارے پیشوا مدعی نبوت ہیں یا نہیں۔ جواب میں خود حضرت اقدس ہی کا یہ شعر پڑھا کہ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم۔ تو اس خبر کو سنکر آپ نے اسے اخفاء حق قرار دیا۔ لیکن برخلاف اسکے ریویو آف ریلیجنز جیسے ذمہ وار رسالہ میں سالہا سال تک کل دنیا میں اس عقیدہ کی اشاعت ہوتی ہوئی دیکھکر کبھی بھی اسے غلطی نہیں قرار دیا۔ اور اس کی تردید میں کبھی ایک سطر بھی لکھ کر نہیں شائع فرمائی۔ اور نہ کبھی زبانی طور پر اس کا ازالہ فرمایا

اس مسئلہ کے متعلق حضرت اقدس کی تعلیم اور آپ کی زندگی میں اسکے متعلق جماعت کا عقیدہ

سو جب کہ ریویو آف ریلیجنز جیسے رسالہ میں حضرت اقدس کی زندگی میں سالہا سال تک متواتر طور پر حضور کی نبوت و رسالت کے عقیدہ کو دنیا میں شائع کیا جاتا رہا اور یہ رسالہ حضور کی نظر سے اور جماعت احمدیہ کی نظر سے گذرتا رہا۔ اور کبھی بھی اسکی تردید نہ کی گئی تو اس سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آپکی زندگی میں جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ تھا اور آپکی بھی یہی تعلیم تھی۔

ہاں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جس طرح مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ایک رسالہ بنام "ایک نہایت ضروری اعلان" تیار کر کے اور چھپوا کر

چھپا کر رکھ چھوڑا تھا۔ اور پھر مولوی صاحب مرحوم کی وفات کے انتظار میں لگ گئے تھے اور جب تک حضرت ممدوح کے آثار زندگی باقی تھے اسوقت تک اسے بالکل مخفی رکھا۔ اور جب وہ وقت آگیا جس کے انتظار میں انکی آنکھیں لگی ہوئی تھیں تو جھٹ آپ نے اسے شائع کردیا۔ تو اس صورت میں میرا استدلال صحیح نہیں ہوگا مگر رسالہ ریویو آف ریلیجنز تو ایک مسلم الشیوع رسالہ ہے جو ہمیشہ ماہ بماہ شائع ہوتا ہے اسلئے یہ عذر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ اسوقت نعوذ باللہ تمام جماعت کچھ ایسی خواب غفلت میں پڑی سوتی تھی کہ باوجود اس رسالہ کی بلاناغہ اشاعت کے انہیں بالکل کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس میں کیا عقائد شائع کئے جارہے ہیں۔ اور نہ ہی نعوذ باللہ حضرت اقدس اسے مطالعہ میں لاسکتے تھے تو پھر بھی یہ عذر ہوسکتا ہے مگر جب یہ بات نہیں تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ یہ عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد اب گھڑ لئے گئے ہیں۔

حضرت اقدس کی نبوت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا نیا عقیدہ

مذکورہ بالا عقائد کے مقابلہ میں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کرتے رہے ہیں۔ اب جس عقیدہ کی آپ اشاعت کررہے ہیں اور جو اپنا عقیدہ بتارہے ہیں وہ یہ ہے:-

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخکنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔" (دیکھو اخبار پیغام صلح جلد دوم نمبر ۱۱۹ بابت ۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

اجمالی طور پر اس نئے عقیدہ کا انکے پہلے شائع کردہ عقائد سے مقابلہ

اس بیان میں مولوی محمد علی صاحب نے اولاً یہ بتایا ہے۔ کہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) ناقل نبی نہیں انکو نبی ماننے سے اسلام کی بیخکنی ہوتی ہے حالانکہ مولوی صاحب خود ہی متواتر کئی سال تک آپکی نبوت کو ثابت اور اس عقیدہ کو دنیا میں شائع کرتے رہے ہیں۔ اور ثانیاً یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہوچکنے کا عقیدہ رکھنا بڑی خطرناک غلطی ہے حالانکہ یہی مولوی صاحب ریویو جلد ۵ نمبر ۵ میں "سلسلہ احمدیہ کے مختصر

حالات و عقاید" کا عنوان قائم کر کے اسکے ذیل میں احمدیہ عقاید کا ذکر اور غیر احمدیوں کے ساتھ اس سلسلہ کے اختلافات عقائد کا بیان کرتے ہوئے اس مذکورہ بالا عقیدہ کو ان غیر احمدیوں کا عقیدہ اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے مخالف عقیدہ قرار دیکر اسکے مقابل پر اس مسئلہ کے متعلق سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کر چکے ہیں ۔کہ :۔

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خداتعالے نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں انکے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔" (صفحہ ۱۸۶ رسالہ مذکور)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے جو عقائد پہلے حضرت اقدس کی زندگی میں تھے وہ اب نہیں رہے اور جن عقائد کو وہ خود احمدیہ عقاید اور غیر احمدیوں کے خلاف عقاید بتا چکے ہیں انکو وہ اب چھوڑ کر ان کے بجائے انہوں نے وہی عقاید اختیار کر لئے ہیں جنہیں وہ غیر احمدیوں کے عقائد باطلہ اور احمدیہ عقائد کے مخالف عقائد بتا چکے ہیں اور بڑے زور سے انکا ابطال کر چکے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا اعتراف کہ انکار نبوت کے عقیدہ کی بنیاد میں نے ہی ڈالی ہے

اخبار پیغام صلح کے اس مذکورہ بالا حوالہ میں گو مولوی محمد علی صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نبوت کا عقیدہ گویا ایک نیا عقیدہ ہے۔ جو آج گھڑ لیا گیا ہے جیسا کہ ان کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے ۔کہ :۔

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخکنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے"

(اگر مولوی صاحب بجائے الفاظ نبی قرار دینا کے نبی ماننا رکھتے تو یہ دھوکہ پیدا نہ ہوتا۔ مگر

مگر انہوں نے نبی قرار دینا کے الفاظ رکھکر عمداً مغالطہ دینا چاہا ہے) اور گو خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ لوگ بھی خلق خدا کو یہی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور ساری دنیا کی آنکھ میں خاک ڈال کر یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ہمارے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ بلکہ میاں صاحب کے عقائد میں اور ان کے مبایعین کے عقائد میں تبدیلی آئی ہے مگر یہ لوگ حق کو کہاں تک چھپا سکتے ہیں۔ جو بات حق ہوتی ہے۔ اور ایک شخص اسے حق سمجھتے ہوئے عمداً اسے چھپانا چاہتا ہے۔ تو خواہ وہ شخص کتنی ہی کوشش کرے تاہم بعض اوقات وہ حق بات بے ساختہ اسکے منہ سے نکل جاتی ہے۔ اور حق بر زبان جاری ہو جاتا ہے یہی حال مولوی محمد علی صاحب کا ہے۔ چنانچہ اخبار مذکورہ میں حوالہ مذکورہ بالا سے چند سطریں اوپر مولوی صاحب غیر مبایعین کو مخاطب کرتے ہوئے اس نئے عقیدہ متعلق مسئلہ نبوت کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ کہ:۔

جو شخص پہل کرتا ہے وہ سب کا ذمہ وار ہو جاتا ہے۔ مینے بیشک پہل کی ہے اور تم نے میری بات کو صحیح سمجھ کر مان لیا ہے ۱؎

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے بیساختہ یہ بات نکل گئی ہے کہ مسئلہ نبوت کے متعلق جو عقیدہ مینے اب پیش کیا ہے اسکی بنیاد مینے ہی ڈالی ہو ورنہ پہلے جماعت احمدیہ اس عقیدہ سے بکلی ناآشنا تھی۔ سب سے پہلے مینے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ اور باقی جس قدر اب منکران نبوت مرزا صاحب نظر آتے ہیں۔ وہ خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب کے سب میرے ہی شاگرد ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے ہی یہ سبق حاصل کیا ہے کوئی ان میں سے یہ دعوے نہیں کر سکتا کہ میں پہلے ہی سے مرزا صاحب کی نبوت کا منکر ہوں۔ اگر کوئی ایسا دعوے کرے تو وہ سراسر جھوٹا ہے۔

مولوی صاحب کی نیک نیتی کا ایک کھلا ثبوت۔ کیا مولوی صاحب نے اپنے سابقہ پیش کردہ دلائل کی تردید کر دی ہے

اسجگہ اسباب کو ظاہر کر دینا بھی غیر موزوں نہیں ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب جن دلائل سے حضرت اقدس کی نبوت کو ثابت کرتے رہے تھے۔ انہوں نے اس عقیدہ کو بدلنے اور اسکے

۱؎ اگر مولوی صاحب اپنے ان الفاظ کے متعلق یہ بات کہیں کہ ان سے میرا مقصود اپنی تبدیلی عقائد کا اعتراف کرنا نہیں تھا۔ بلکہ یونہی بلا ارادہ میرے منہ سے نکل گئے تھے تو اس صورت میں یہ سوال باقی رہیگا کہ جب آپکی تبدیلی عقائد صاف ظاہر ہے تو پھر

خلاف عقائد کی اشاعت کرنے کے وقت ان دلائل میں سے کسی ایک دلیل کو بھی نہیں توڑا۔ان پر واجب تھا کہ پہلے وہ ان دلائل کا ابطال کرتے جنہیں وہ خود مخالفین کے سامنے بڑے زور سے پیش کرتے رہے تھے اور اسکے بعد وہ حضرت اقدس کی نبوت سے انکار کا اعلان کرتے مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔اب بھی وقت ہے آپ ہی مولوی صاحب کیخدمت میں سفارش کریں کہ وہ نمبروار ان تمام دلائل کو توڑ دیں اور اگر وہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے تو جتنی جزوں میں وہ ان دلائل پر بحث کرکے حضرت اقدس کی نبوت کو ثابت کر چکے ہیں اتنی سطروں میں ہی انکی تردید کریں۔تعجب کی بات ہے کہ مولوی صاحب اس موضوع پر خامہ فرسائی فرمانے سے بالکل کنارہ کش ہیں۔حالانکہ وہ اپنے موجودہ عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے متعدد رسائل لکھکر شائع کر چکے ہیں۔آخر اس کام کے لئے بھی تو انہیں اپنا کچھ قیمتی وقت وقف کرنا چاہئے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ حضرت اقدس کی نبوت کو سورہ جمعہ کی آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم سے پورے طور پر ثابت کر چکے ہیں کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ آیت لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول کو بار بار آپکی نبوت کے اثبات میں پیش کر چکے ہیں۔کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل سے آپکی نبوت ثابت کرکے ساتھ ہی یہ بھی لکھ چکے ہیں۔کہ اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ آیت انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا سے بڑے زور کے ساتھ آپکو اسی طرح کا نبی ثابت کر چکے ہیں۔جس طرح کے نبی پہلے انبیاء کرام تھے۔کیا یہ سچ نہیں۔کہ وہ اس بات کو بہت زور سے دنیا کے سامنے پیش کر چکے ہیں کہ تمام مذاہب عالم کی پیشگوئیاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی آخر زمان قرار دیتی ہیں۔جب ان باتوں سے انکار نہیں ہو سکتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج سے چند سال پہلے تو یہ دلائل قطعی طور پر حضرت اقدس کو نبی ثابت کرتے تھے۔مگر اب ان دلائل کے موجود ہوتے ہوئے بھی مرزا صاحب کو نبی ماننے کا عقیدہ خطرناک غلطی بن گیا۔

مولوی صاحب کے نئے پیش کردہ دلائل

ممکن ہے کہ اسکے جواب میں یہ کہا جاوے کہ جب مولوی محمد علی صاحب اپنے موجودہ عقائد کے ثبوت میں کئی دلائل پیش کر رہے ہیں۔تو ان کے ان پہلے پیش کردہ دلائل کا خود بخود بطلان ثابت ہو گیا۔لیکن میں کہتا ہوں کہ جن دلائل کو وہ اپنے

موجودہ عقیدہ کے اثبات میں پیش کر رہے ہیں وہ دلائل تو اسوقت بھی موجود تھے جبکہ مولوی صاحب اپنے پہلے عقائد کو قرآنی دلائل سے ثابت کر رہے تھے۔ اگر اسوقت ان کے پچھلے دلائل کچھ حقیقت نہیں رکھتے تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج وہی دلائل جنہیں مولوی صاحب قرآنی دلائل سے باطل ثابت کر چکے ہیں سچے ہو گئے۔ اگر کسی دلیل کے سچا ہونیکا صرف یہ معیار ہو کہ مولوی محمد علی صاحب اسے پیش کرنے والے ہیں تو بیشک ان کے پچھلے دلائل کو سچا ماننا پڑیگا۔ مگر پہلے دلائل بھی خود مولوی صاحب کے ہی پیش کئے ہوئے ہیں ان کا اب کیا علاج کیا جاوے۔

میں اسجگہ اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ انکا جماعت کے بڑے حصہ کو احمدیہ عقائد سے برگشتہ قرار دینا اور ان کے عقائد کو نئے گھڑے ہوئے عقائد بتانا یا اپنے ان پہلے دلائل کے جواب سے سکوت اختیار کرنا اس معاملہ میں کس حدتک انکی نیک نیتی ثابت کرتا ہے اور نہ میں اس بحث میں پڑنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو جنہیں وہ **عقاید احمدیہ اور اسلام کی تعلیم جو سلسلہ احمدیہ پیش کرتا ہے** کے عنوان کے نیچے شائع کرتے رہے ہیں ترک کر کے اور ان کے خلاف عقائد کی اشاعت کر کے اب وہ شرعاً اور عقلاً اور عرفاً کس نام کے مستحق ہیں۔ مجھے ان بحثوں سے کچھ غرض نہیں ہو میں تو صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جن دلائل کی بنا پر وہ حضرت اقدس کی نبوت کو ایک عرصہ دراز تک ثابت کرتے رہے ہیں۔ انکا اب وہ کیا جواب دیتے ہیں

مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب

اس موقع پر بیجا نہیں ہوگا۔ اگر میں مولوی محمد علی صاحب کے وہ الفاظ آپ کے سامنے پیش کر دوں جنہیں مولوی صاحب موصوف ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کے متعلق اسکے ارتداد کے موقع پر ریویو میں لکھ چکے ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی ان تمام الفاظ کو خود مولوی صاحب پر بھی چسپاں کر کے دکھا دوں۔ تاکہ آپ پر میرے مطالبہ یا سوال کے صحیح یا غلط ہونے کی حقیقت روشن اور واضح ہو جائے۔ گو مولوی صاحبکا وہ تمام مضمون جو وہ ڈاکٹر مذکور کے متعلق لکھ چکے ہیں پورے طور پر خود مولوی صاحب پر چسپاں ہو رہا ہے مگر میں اسجگہ اس میں سے صرف چند فقرے نقل کر دیتا ہوں۔ اگر آپ مفصل دیکھنا چاہیں تو ریویو جلد ۵ نمبر ۷ کو مطالعہ میں لائیں۔

مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت لکھتے ہیں	خود مولوی محمد علی صاحب کے متعلق
ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے چند ماہ ہوئے ایک ترجمہ انگریزی میں قرآن شریف کا شائع کیا جس میں اسنے حضرت مسیح موعود کے دعوی کی صداقت کو قرآن شریف اور حدیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے۔ اور ان دلائل سے یہ قطعی نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں لیکن مرتد ہوتے وقت ان دلائل میں سے ایک کو بھی نہیں توڑا۔ بلکہ چند اور باتیں پیش کی ہیں۔ .... اور وہ باتیں آج وجود میں نہیں آئیں۔ بلکہ اسوقت بھی موجود تھیں جب اسنے حضرت مرزا صاحب کا منجانب اللہ اور مسیح موعود ہونا ثابت کیا تھا...... یہ باتیں آج ڈاکٹر صاحب کے علم میں نہیں آئیں۔ بلکہ جسوقت اسنے اردو تفسیر میں حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا ثابت کیا تھا۔ یا پھر جسوقت ابھی چند ہی ماہ ہوئے انگریزی ترجمہ میں ایسا ہی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسوقت یہ سب باتیں موجود تھیں ...... پھر اگر یہ تمام امور اسوقت منافی مسیحیت نہیں تھے تو اب کیونکر ہو گئے۔ آخر جس طرز استدلال سے اب وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے اسکو بھی تو دنیا کے سامنے کھولکر بیان کرنا چاہیئے .... اگر ایک شخص نے مرزا صاحب کے متعلق یہ رویہ اختیار کیا ہی تو کل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی رویہ وہ اختیار کر سکتا ہے۔ کیونکہ آخر آنحضرت پر بھی اعتراض کرنے والے موجود	مولوی محمد علی صاحب نے چند سال ہوئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کو قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور ان دلائل سے یہ قطعی نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں۔ لیکن اس عقیدہ کو چھوڑ کر اسکے مخالف عقائد اختیار کرتے وقت انہوں نے ان دلائل میں سے ایک کو بھی نہیں توڑا۔ بلکہ چند اور باتیں پیش کی ہیں اور وہ باتیں کوئی نئی نہیں ہیں۔ بلکہ اسوقت بھی موجود تھیں جب انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نبی اور رسول ہونا ثابت کیا تھا۔ یہ باتیں آج مولوی محمد علی صاحب کے علم میں نہیں آئیں۔ بلکہ جسوقت انہوں نے ریویو آف ریلیجنز میں حضرت مرزا صاحب کا نبی اور رسول ہونا ثابت کیا تھا۔ اسوقت بھی یہ سب باتیں موجود تھیں۔ پھر اگر یہ تمام امور اسوقت منافی نبوت و رسالت نہیں تھے۔ تو اب کیونکر ہو گئے۔ آخر جس طرز استدلال سے اب وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اسکو بھی تو دنیا کے سامنے کھولکر بیان کرنا چاہیئے۔ اگر ایک شخص نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ رویہ اختیار کیا ہے۔ تو کل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی رویہ وہ اختیار کر سکتا ہے کیونکہ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے والے بھی موجود ہیں میں مولوی محمد علی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ دلائل جو

مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت لکھتے ہیں	خود مولوی محمد علی کے متعلق
ہیں میں ڈاکٹر عبد الحکیم سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ وہ دلائل جو اسنے تائید مسیح موعود میں دئے ہیں وہ اب بھی صحیح ہیں یا غلط ہو گئے ہیں مثال کے طور پر میں پوچھتا ہوں۔ کہ یہ دلیل جو ڈاکٹر مذکور نے اپنے ترجمہ میں دی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب ۲۷ سال سے اپنے الہامات کو شائع کر رہے ہیں۔ اور انکا سلسلہ روز بروز ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ حالانکہ مفتری کے متعلق اللہ تعالے کا وعدہ ہے کہ وہ اسکو مخذول و مردود کرتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے اب جب ۲۷ کے بجائے ۲۸ سال اس دعوے پر گذر گئے۔ تو اب یہ دلیل کیوں اسی مدعا کو ثابت نہیں کرتی پھر یہ دلیل کہ قرآن شریف اور حدیث کی رُو سے ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن مقررہ تاریخوں پر مہدی کے ظہور کا نشان ہے۔ اب کیونکر اس پہلے مدعا کو ثابت کرنے سے قاصر ہے۔ ایسا ہی وہ ان تمام دلائل کو پڑھ کر جو پہلے دے چکا ہے۔ اب ان کا باطل ہونا ثابت کرے۔ تو ہم بھی مان لیں گے کہ واقعی جیسا وہ دعوے کرتا ہے۔ اسکا مرزا صاحب کے سلسلہ سے مرتد ہونا نیک نیتی پر مبنی ہے۔ ورنہ یہی کہنا پڑیگا۔ کہ تفسیر اور ترجمہ کے بیچنے کے لئے یہ بھی ڈاکٹر صاحب نے ایک چال چلی ہے۔ ایسا ہی جب تک	انہوں نے اثبات نبوت و رسالت حضرت مسیح موعودؑ میں دئے ہیں وہ اب بھی صحیح ہیں یا غلط ہو گئے ہیں مثال کے طور پر میں پوچھتا ہوں کہ یہ دلیل جو مولوی محمد علی صاحب نے ریویو جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۶ میں دی ہے کہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ اور اس سے یہ ثابت کیا ہو کہ جس طرح امیوں میں آنحضرت رسول بنا کر مبعوث کئے گئے تھے اسی طرح آخری زمانہ میں بھی ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اور اسی نمبر میں صفحہ ۱۸۱ پر لکھا ہو کہ خود طبیعتیں بتا رہی ہیں کہ یہ وہی آخری دن ہیں جنکا وعدہ دیا گیا تھا اسکے ماسوا ہر ایک مذہب میں اور بھی بعض علامات اور قرائن ایسے پائے جاتے ہیں جن سے یہ زمانہ معین کیا جا سکتا ہے یہ تمام پیشگوئیاں اس امر پر متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور شور سے جمع ہو جائینگی جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہ گذری ہو اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے کہ موعود پیغمبر کے نزول کیساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان اسوقت سخت خطرناک جنگ ہوگا اور آخرکار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح

مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر عبد الحکیم کے متعلق	خود مولوی محمد علی صاحب کے متعلق
وہ یہ ثابت نہ کرے۔ کہ کیوں وہ اعتراضات جن کا اسے پہلے سے علم ہے۔ آجتک اس مدعا کو ثابت نہ کرتے تھے۔ جن کے ثبوت میں آج وہ انہیں پیش کرتا ہے۔ تو لازماً ہمیں ماننا پڑیگا۔ کہ اس کی پہلی تحریریں بھی نفاق پر مبنی تھیں اور دل میں کچھ اور تھا اور لکھ کچھ اور رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ یقین کرنے کے وجوہات بھی ہونگے۔ کہ یہی حالت اس کی ان تحریروں کی ہے۔ جو وہ اسلام کی تائید میں لکھ رہا ہے۔ یعنے وہ بھی کسی ذاتی غرض پر مبنی ہیں" (ریویو آف ریلیجنز۔ جلد۵ نمبر۷ صفحہ ۲۷۵ لغایت ۲۷۷)	فتح پائینگی اور صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ چونکہ وہ یہ فتنہ ہرچہار اکناف عالم میں پھیل چکا ہے اسلئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جسمیں موعود پیغمبر کا نزول مقدر تھا" اور پھر یہ دلیل کہ اُس نے جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے کہ لا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام (ڈوئی کی ہلاکت) کو ظاہر فرمایا" (جلد ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۹) اب کیونکر اس پہلے مدعا کو ثابت کرنے سے قاصر ہے ایسا ہی ان تمام دلائل کو پڑھکر جو پہلے وہ دے چکے ہیں اب انکا باطل ہونا وہ ثابت کریں تو ہم مان لینگے کہ واقعی جیسا وہ دعوےٰ کرتے ہیں انکا عقیدۂ نبوت و رسالت حضرت مسیح موعود کو چھوڑنا نیک نیتی پر مبنی ہے ورنہ یہی کہنا پڑیگا کہ بعض ذاتی اغراض کے لئے حسب معمول یہی مولوی صاحب نے ایک چال چلی ہے ایسا ہی جبتک وہ یہ نہ ثابت کریں کہ کیوں وہ دلائل جنکا انہیں پہلے سے علم تھا آجتک اس مدعا کو ثابت نہ کرتے تھے جسکے ثبوت میں آج وہ انہیں پیش کرتے ہیں تو لازماً ماننا پڑیگا کہ انکی پہلی تحریریں بھی کسی ذاتی غرض پر مبنی تھیں اور دل میں کچھ اور تھا اور لکھ کچھ اور رہے تھے اور اسکے ساتھ ہی یہ یقین کرنیکے وجوہات بھی ہونگے کہ یہی حالت انکی ان تحریروں کی ہے جو وہ اسلام کی تائید میں لکھ رہے ہیں یعنے وہ بھی کسی ذاتی غرض پر مبنی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی

ممکن ہے کہ اسجگہ آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہو۔ کہ ہمینے تو اپنے اعتراض میں میاں صاحب کے عقائد کی تبدیلی کا ذکر کیا تہا۔ نہ کہ مولوی محمد علی صاحب کے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور نہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب کے عقائد میں تبدیلی آگئی ہے۔

سو اسکے جواب میں معروض ہے کہ اولاً تو میں اوپر جو کچھ لکھ چکا ہوں اسی سے یہ سوال حل ہو جاتا ہے کیونکہ میں ثابت کر چکا ہوں مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کی زندگی میں رسالہ ریویو میں جن عقائد کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ انہیں تمام جماعت احمدیہ مانتی تھی پس جب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب انہی عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں تو پھر اس بات میں کیونکر شک و تردد ہو سکتا ہے کہ حضور ممدوح کے عقائد میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

مولوی محمد علی صاحب کی شہادت حضرت صاحبزادہ صاحب کے عقاید وغیرہ کے متعلق

علاوہ اسکے میں آپ کے سامنے اسکے متعلق خود مولوی محمد علی صاحب کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف ریویو جلد ۵ نمبر ۳ میں رسالہ تشحیذ الاذہان پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں۔ اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن انکی قلم سے لکھا ہوا ہے جماعت تو اس مضمون کو پڑھیگی مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب دنیا میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ کو چھوڑ کر معاصی میں بکثرت مبتلا ہو جاتے ہیں اور مردار دنیا پر گدوں کی طرح گرتے جاتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں تو اسوقت میں ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کی یہ سنت الہی ہے کہ وہ انہی لوگوں میں سے ایک نبی کو مامور کرتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں سچی تعلیم پھیلائے۔ اور

لوگوں کو خدا کی حقیقی راہ دکھلائے۔ پھر لوگ جو معاصی میں بالکل اندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کے نشہ میں مخمور ہونے کی وجہ سے یا تو نبی کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور یا اسے دکھ دیتے ہیں اور اسکے ساتھیوں کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور اس سلسلہ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر چونکہ وہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اسلئے انسانی کوششوں سے ہلاک نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ نبی اس حالت میں اپنے مخالفین کو پیش از وقت اطلاع دیتا ہے کہ آخر کار وہی مغلوب ہونگے اور بعض کو ہلاک کر کے خدا دوسرونکو راہ راست پر لے آویگا۔ سو ایسا ہی ہوتا ہے یہ اللہ تعالٰے کی سنت ہے جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔

ایسا ہی اسوقت ہُوا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسوقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس برس کی ہے اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور خیال انکے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں۔ بلکہ مینے دیکھا ہے۔ کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہو جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور ان امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھکر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اسکا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا۔ نہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی نظیر ہی نہیں ملتی۔ اگر ایک انسان افترا کرتا ہے تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افترا کو چھپا بھی لے۔ مگر اپنے ہی بچّوں سے جو ہر وقت اسکے ساتھ رہتے ہیں

چھپا نہیں سکتا۔ وہ اسکی ہر ایک حرکت و سکون کو دیکھتے ہیں ہر ایک گفتگو کو سنتے ہیں۔ ہر موقعہ پر اسکے خیالات کو ظاہر ہوتا ہُوا دیکھتے ہیں" (جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۰ الغایت ۱۱۹)

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی اس تحریر میں جو آج سے ساڑھے نو سال بیشتر کی اور حضرت اقدس کی وفات سے سوا دو سال پہلے کی ہے مندرجہ ذیل امور بوضاحت بیان کئے ہیں۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں۔ اور آپ کو انہی انبیاء کے زمرہ میں سے سمجھتے ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ اپنی قدیم سنت کے مطابق مبعوث فرماتا رہا ہے۔

۲۔ یہ ناممکن اور محال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب کا عقیدہ غلط ہو۔ کیونکہ آپ ہر وقت حضور کے ساتھ رہتے ہیں۔ حضور کی ہر ایک گفتگو کو سنتے ہیں۔ اور ہر موقعہ پر آپ کے خیالات کو ظاہر ہوتا ہُوا دیکھتے ہیں اسلئے حضور کے دعاوی آپ سے مخفی نہیں رہ سکتے۔

۳۔ آپکی نسبت یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ حضرت اقدس کے دعاوی کو اور حضور کی گفتگو کو سمجھ ہی نہ سکتے ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپکو اسی عمر میں اسقدر فہم عطا فرما رکھا ہے۔ کہ آپ تشحیذ الاذہان جیسے خالص دینی اور مذہبی رسالہ کو جس کا مقابلہ تمام ادیان عالم سے ہے اور جس کی اشاعت کی اہم غرض حضرت اقدس کے دعاوی کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ ایڈٹ کرتے ہیں اور پھر آپکے لکھے ہوئے مضامین بطور ایک نشان اور اعجاز کے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہیں۔ نیز اس علم کی تائید میں آپکی عمر کا سوال بھی نہیں پیش کیا جاسکتا۔ کیونکہ بفضل خدا آپکی عمر اسوقت اٹھارہ انیس برس کی ہے۔

۴۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے خارق عادت طور پر دین کی ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا وہ جوش بخشا ہُوا ہے جس میں تکلّف کا کچھ بھی دخل نہیں ہے۔ پس آپ پر صراحتاً یا کنایتاً یا اشارۃً اسلام کی بیخکنی کا الزام لگانا سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ اور آپ پر ایسا الزام لگانے

والاشخص والذین یؤذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مبیناً کا مصداق ہے۔

۵۔تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔مگر برخلاف اس کے خارق عادت طور پر آپکو دین کی ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا سچا جوش ہے۔پس آپکی طرف کھیل کود کا شغل منسوب کر کے نعوذ باللہ آپکو دین سے غافل اور حضرت اقدس کی تعلیم سے ناواقف قرار دینا اپنے تئیں خدا تعالےٰ کی لعنت کے نیچے لانا ہے اعاذنا اللہ منہ

اس سے بڑھکر اس بات کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے عقاید میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں آئی۔جو کچھ تبدیلی آئی ہے۔وہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے عقائد میں ہی آئی ہے۔جیسا کہ آج سے گیارہ سال پیشتر اللہ تعالےٰ نے اسکی بابت خبر دیدی تھی۔جو حضرت اقدس کے اس رؤیا سے ظاہر ہے۔کہ:۔

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

بعض لوگ اس مکاشفہ کی یہ تاویل کیا کرتے ہیں۔کہ یہ پیشگوئی دنیا کے متعلق نہیں۔بلکہ آخرت کے متعلق ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے۔کہ اس صورت میں بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الا لیذادن رجال عن حوضی کما یذاد البعیر الضال اناد یہم الا ھلم۔فیقال انہم قد بدلوا بعدک[عل] فاقول سحقا سحقا (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۲۷ طبع نولکشوری) یعنے بعض لوگ میرے حوض پر سے دور کر دیئے جائینگے جیسے گم کردہ راہ (گمشدہ) اونٹ کو ہٹا دیا جاتا ہے۔میں انہیں اپنی طرف بلاؤ نگا۔کہ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔تو مجھے بتایا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد انقلاب کی راہ اختیار کر کے اپنے عقائد و اعمال تبدیل کر لئے تھے تب میں کہونگا کہ ان کے لئے دوری ہو۔دوری ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخلصین کو اپنی طرف نہیں بلائینگے بلکہ مرتدین کو بلائینگے۔جو اپنے تئیں بظاہر مومنوں میں شامل قرار دیتے ہونگے۔تب ان کے جھوٹ اور دھوکے کو ظاہر کر کے انہیں الگ کر دیا جائیگا۔جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وامتازوا الیوم ایہا المجرمون

[عل] بعدک پر غور کیجیے۔

یعنی اے قطع تعلق کرنے والو! الگ ہو جاؤ۔

اولوالعزم محمود احمدؐ اسکے مقابل پر حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق بھی بعض بشارتیں ہیں جن کے حضور ممدوح کے متعلق ہونے سے غیر مبائعین حضرات بھی انکار نہیں کر سکتے اور جو آپکی ولادت سے بھی پیشتر کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ "اسکا نام محمود احمد ہوگا[۱] اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا" ساری دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالےٰ پیشگوئیوں میں جب کسی آنے والے کی خبر دیتا ہے اور اسکا نام بتاتا ہے تو اس نام میں اس آنے والے شخص کی صفات کی طرف اشارہ ہوتا ہے (چنانچہ اخبار پیغام جلد اول نمبر ۷۹ بابت ۲۔ نومبر ۱۳ء میں بھی اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے اور صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام احمد آپ کے والدین نے نہیں رکھا تھا۔ بلکہ صفتی طور پر آپ پر صادق آتا ہے)

پس مذکورہ بالا الہامی بشارت میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی بابت پیشگوئی موجود ہے۔ کہ آپ نعوذ باللہ مذموم نہیں ہونگے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محمود ہونگے۔ اور آپ کے کام دین کی شوکت و عظمت کا موجب ہونگے اس سے زیادہ میں کیا لکھوں اب آپ خود ہی سوچیں کہ ای الفریقین احق بالامن (دونوں فریقوں میں سے کونسا فریق امن و سلامتی کی راہ پر چل رہا ہے)

کامل نبی حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مرزا صاحب کو کامل نبی مانتے ہیں۔ اور نبوّت کے معاملہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں اور حضرت مسیح موعود میں کوئی فرق نہیں بتاتے۔ صرف آقا و غلام اور استاد و شاگرد کا فرق بتاتے ہیں اور اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور نیز حضرت مسیح موعود کی ہتک ہے۔ اسکے جواب میں معروض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر اگر تو کوئی رسول کامل نبی نہیں کہلا سکتا۔ خواہ موسیٰ ہو یا عیسےٰ یا مسیح موعود علیہم السلام۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء گذر چکے ہیں۔ اُن کے کمالات کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے وہی نسبت ہے جو جزو کی نسبت کل سے ہوتی ہے جیساکہ جامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ :۔

خاتم الانبیاء والرسل است ❊ دیگراں ہمچو جزو داد چو کل است

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کمالات اللہ تعالےٰ نے دئے ہیں۔ وہ آنحضرت صلے

[۱] دیکھو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اس پیشگوئی کو حضرت خلیفۃ ثانی کے حق میں مولوی محمد علی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ دیکھو

ہی کے کمالات ہیں۔ آنحضرت سے الگ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی کمال نہیں دیا گیا اسلئے اسجگہ مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ مقابلہ ہمیشہ غیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہاں کوئی غیریت ہی نہیں۔ وہاں مقابلہ کے کیا معنے؟ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے مقابل پر آکر دنیا میں کوئی نبی بھی **کامل نبی** نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح اگر **کامل نبی** سے یہ مراد لیجائے۔ کہ **صاحب شریعت نبی**۔ تو اس صورت میں بھی نہ حضرت عیسےٰ ؑ نبی کامل ہونگے۔ اور نہ حضرت مسیح موعود کیونکہ یہ دونوں غیر تشریعی نبی ہیں (حضرت عیسےٰ کے غیر تشریعی نبی ہونے کا اخبار پیغام میں اعتراف کیا گیا ہے دیکھو جلد اول نمبر ا۵ صفحہ ۳)

ہاں حضرت موسیٰؑ نبی اس تعریف کی بنا پر کامل نبی ہونگے کیونکہ وہ صاحب شریعت نبی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے توضیح مرام میں **کامل نبی** کے یہی معنے کئے ہیں جو حضور نے عربی عبارت کے ضمن میں بیان فرمائے ہیں۔ لیکن اگر **کامل نبی** کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ **پورا نبی** جس کے مقابل پر **ادھورے نبی** کا لفظ ہے یعنے ½ نبی یا ¾ نبی یا ⅓ نبی یا ⅕ نبی یا ⅙ نبی یا ⅐ نبی یا ⅛ نبی یا ⅑ نبی تو ان معنوں کے رو سے خدا تعالےٰ کے کسی نبی کو **کامل نبی** نہ ماننا بڑی معصیت ہے قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء اللہ سارے ہی کامل ہوتے ہیں جیسے کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصّٰلحین۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تمام منعموں کو چار درجوں میں تقسیم کر کے سب سے اعلیٰ درجہ انبیاء کا بتایا ہے۔ پس جس شخص کو کمال حاصل نہیں ہے وہ خواہ صدیقین میں سے ہو۔ یا شہداء میں سے یا صالحین میں سے ان میں سے تو ہو سکتا ہے۔ مگر جب تک وہ ابھی مرتبہ کمال کو نہیں پہنچا وہ **نبی** ہی نہیں ہے۔ پس **نبی** خواہ کوئی سا ہو وہ کامل ہی ہے۔ اس بنا پر حضرت عیسےٰ زکریا یحییٰ۔ الیاس جو نبی اللہ تھے سبھی **کامل نبی** تھے۔ پس جب ایسے انبیاء جن کے کمالات کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کیساتھ ایسی ہی ہے جیسے ستاروں کی نسبت سورج کے ساتھ ہے وہ بھی **کامل نبی** ہیں۔ تو جس نبی[1] کے کمالات خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے کمالات ہیں اسکو **ناقص نبی** کیونکہ کہہ سکتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

[1] یاد رہے کہ امت محمدیہ میں کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جب تک تمام محمدی کمالات و فضائل اسکے آئینۂ ظلیت میں منعکس نہ ہوں

والسلام کی بعثت خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ہے۔ اگر یہ سچ نہیں ہے تو پھر آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کے کیا معنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے کہ اس آیت میں ان آخرین کے درمیان جس شخص کی بعثت کی پیشگوئی ہے وہ میں ہی ہوں پس اگر حضرت اقدس کا یہ دعویٰ سچا ہے اور خدا تعالےٰ اس بات کا گواہ ہے کہ آپکا دعویٰ سچا ہے تو ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں ذرہ بھر بھی غیریت نہیں ہے۔ جو کچھ حضرت مسیح موعود کا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ حضرت مسیح موعود کا ہے۔ کیونکہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دوبارہ بعثت کی خبر دیتی ہے کسی غیر کے آنے کی ہرگز خبر نہیں دیتی۔ پس ماننا پڑیگا۔ کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات ہیں وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات ہیں اسلئے آپ ناقص نبی نہیں۔ بلکہ کامل نبی ہیں۔ کیونکہ نعوذ باللہ آپکو ناقص نبی ماننے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ناقص نبی ماننا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔"

اور خطبہ الہامیہ میں صفحہ ۱۷۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای یعنے جس نے مجھ میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں تفریق کی۔ اس نے نہ مجھے دیکھا نہ پہچانا۔ غرض جب حضرت اقدس نبی ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم ہیں۔ تو پھر ناقص نبی ہونے اور کامل نبی نہ ہونے کے کیا معنے؟ بالخصوص جبکہ حضرت اقدس کا دعویٰ ہے۔ کہ ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام ✤ داد آں جام را مرا بتمام

بلحاظ نبوت آنحضرت اور مسیح موعود میں فرق

باقی رہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں حضرت مسیح موعود میں نبوت کے معاملہ میں فرق سو جو فرق ہمیں خود حضرت مسیح موعود

بتایا ہے اس پر تو ہمارا ایمان ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا منصب کسی اور نبی کے طفیل سے نہیں ملا۔ بلکہ مستقل طور پہ ملا۔ لیکن حضرت اقدس کو یہ منصب اس طرح مستقل طور پر نہیں ملا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانی کے ذریعہ سے عطا ہُوا۔ نیز یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل بلکہ اکمل کتاب اور اکمل شریعت لائے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب نہیں لائے۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے مطاع اور حضرت مسیح موعود ہمیشہ کے لئے آپ کے مطیع ہیں۔ لیکن جو فرق ہمیں نہ قرآن کریم بتاتا ہے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ اور نہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے۔ ایسا کوئی فرق ہم نہیں مانتے اور ایسے فرقوں سے ہم اسلئے بیزار ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ من فرق بینی و بین المصطفٰے فما عرفنی وما رأی۔

اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا بیان اور اسمہ احمد کا مصداق

مولوی محمد علی صاحب بھی ریویو میں متعدد جگہ ظاہر کر چکے ہیں کہ نفس نبوت میں آنحضرت ﷺ میں اور حضرت اقدس میں کوئی فرق نہیں ہے چنانچہ جلد ۵ کے صفحہ ۹۶ پر تو اس مدعا کو قرآن کریم آیت وآخرین منہم سے ثابت کیا ہے اور جلد ۵ کے صفحہ ۷۴ پر آپ لکھتے ہیں کہ "قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپ کے دو ناموں محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے۔"

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے بتا دیا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی بعثت میں نبی تھے۔ ضرور ہے کہ دوسری بعثت میں بھی آپ نبی ہوں۔ جو مسیح موعود کی بعثت ہے اور اگر آپکو آپکی دوسری بعثت کے لحاظ سے نبی نہ تسلیم کیا جاوے۔ یعنے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایمان نہ لایا جاوے تو یہ نہ صرف مسیح موعود کی نبوت کا انکار ہوگا۔ بلکہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی انکار لازم آئیگا اور نیز اس حوالہ میں آپنے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں آنحضرت ﷺ کی پہلی بعثت کی بابت پیشگوئی کا ذکر نہیں بلکہ اسمیں آپکی دوسری بعثت کی پیشگوئی کا ذکر ہے یعنی اسکا مصداق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔

مجھے آپکے ان الفاظ سے بار بار تعجب آتا ہے کہ میاں صاحب حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت اقدس میں نبوت کے

رہ سے صرف آقا اور غلام اور اُستاد اور شاگرد کا فرق بتلاتے ہیں اور کوئی فرق نہیں بتاتے کیا یہ کوئی فرق نہیں ہے یا یہ کہ فرق نہیں پایا جا سکتا ہے کہ ہم ان دو خدا کے سچے نبیوں میں سے ایک کو تو پر مسیح کا نبی مانیں اور دوسرے کو نعوذ باللہ یونہی چھوٹا موٹا نبی۔

حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے میں آنحضرت صلعم کی عزت ہے یا آپکی نبوت کے انکار میں

پھر آپ فرماتے ہیں کہ میاں صاحب کے عقاید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ہتک ہوتی ہے مگر آپ یہ نہیں بتلاتے کہ وہ کونسے عقاید ہیں جن میں آنحضرت صلعم کی اور حضرت اقدس کی عزت ہے آپ ہی سمجھ بتلائیے کہ کیا میں یہ مان لوں کہ اللہ تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا وعدہ کر گئے اور ساتھ ہی اسکی تفسیر اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین میں کر کے نعوذ باللہ اپنے وعدہ کو بھول گیا۔ یا کہ اسنے ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کا وعدہ سنا کر یہ تو پورا کر دیا مگر اپنا وعدہ ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا نعوذ باللہ بھول گیا۔ یا یہ مان لوں کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا یہ وعدہ غلط ہو گیا۔ یا میں یہ مان لوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محض برائے نام خاتم النبیین ہیں۔ ورنہ در اصل آپکی اتباع کی برکت سے اس منصب نبوت کو کوئی نہیں پا سکتا۔ یا میں یہ مان لوں کہ یہ تمام وعدے تو بیشک سچے تھے مگر جو شخص (حضرت اقدس) اس عہدہ پر کھڑا کیا گیا وہ نعوذ باللہ اس لائق نہیں کہ ایسے انعامات عالیہ اسے عطا ہوں یا میں یہ مان لوں کہ اس شخص کا تو کوئی قصور نہیں ہے مگر یہ امت نعوذ باللہ بجائے **خیر امت** ہونیکے **اشر الامم** ہے اسلئے وہ ایسی نعمت نہیں حاصل کر سکتی۔ میں اس مسئلہ کو ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اگر ایک شخص کو چار درجہ کے مختلف انعامات میں سے اعلیٰ درجہ کا انعام ملجائے تو اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کیونکر لازم آتی ہے۔

اخبار پیغام صلح کے سابقہ اعلان اور نبوت حضرت مسیح موعود ع

بالآخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اخبار پیغام صلح لاہور جو اب کچھ عرصہ سے حضرت مسیح موعود کے دعوٰی نبوت و رسالت کے ابطال کے لئے اپنا سارا زور خرچ کر رہا ہے اور اپنے باطل مدعا کو پورا کرنے کے لئے سر توڑ کوششوں میں لگا ہوا ہے پہلے

انہی عقائد حقہ کا اعلان کئی بار کر چکا ہے جن کے ابطال کے لئے اب اسکے کالم وقف شدہ ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور کی جلد اول کے نمبر ۲۵ پرچہ ۷ ستمبر ۱۳ء میں مندرجہ ذیل اعلان شائع ہو چکا ہے۔

"ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ .... ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپکی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقاید کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے۔"

اور اخبار مذکور کی جلد اول نمبر ۴۲ پرچہ ۱۶ اکتوبر ۱۳ء میں حسب ذیل اعلان شائع ہو چکا ہے

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈالدیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جنکا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔"

میری غرض ان حوالوں کو آپکی خدمت میں پیش کرنے سے یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ان اعلانوں کے رو سے مولوی محمد علی صاحب اور دیگر غیر مبایعین "جنکا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کیساتھ تعلق ہے" اور جو اب حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت و رسالت کو نہ صرف استخفاف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اسکے ابطال میں پورے زور اور نہایت سرگرمی سے لگے ہوئے ہیں آیا باقرار خود مسلوب الایمان ہو چکے ہیں یا نہیں اور نہ یہ امر دریافت کرنا مجھے مطلوب ہے کہ انکی یہ غلیظ قسمیں جو انہوں نے ان مذکورہ بالا اعلانوں میں کھائی تھیں سچی قسمیں تھیں یا سراسر جھوٹی۔ بلکہ میں آپ سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ فرمان الٰہی اذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ پر عمل پیرا ہو کر اور لا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ کو پیش نظر رکھکر ارشاد الٰہی یایہا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ

دلوا علیٰ انفسکم او الوالدین والاقربین کے مطابق اور حکم ربانی یا یھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھدآء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ واتقوا اللہ کے ماتحت ٹھیک ٹھیک اور صحیح صحیح طور پر بیان فرمائیں آیا حضرت صاحبزادہ صاحب اور حضور کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے احمدی عقائد حقہ احمدیہ کو ترک کرکے ان کے خلاف عقائد اختیار کر رہے ہیں یا کہ مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء

الٰہی سلسلے اور ارتداد

ممکن ہے کہ اجگہ کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ مولوی محمد علی صاحب کے انقلاب میں تو واقعی کچھ شبہ نہیں ہے لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ یہ سلسلہ (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ مولوی صاحب کا یہ انقلاب تو اس سلسلہ کی صداقت کا ایک بڑا بھاری عظیم الشان نشان ہے نہ کہ نعوذ باللہ اسکے کذب کی دلیل کیونکہ جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا حضرت اقدس کے ایک رؤیا نے پہلے سے مولوی صاحب کے اس انقلاب کی خبر دیدی تھی (دیکھو رسالہ مکاشفات صفحہ ۳۰)

اور نیز براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۸۷ میں جو ۱۹۰۵ء کی لکھی ہوئی کتاب ہے حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ کہ

”بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا۔ کہ انکو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائینگے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائینگے۔ پس مقام خوف ہے۔“

علاوہ اسکے خود مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کے موقع پر ریویو جلد ۵ نمبر ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ

”جب کبھی اللہ تعالیٰ دنیا کی اصلاح کے لئے کسی نبی کو مامور فرماکر بھیجتا ہے اور اسکے ذریعہ سے مخلصین کی ایک جماعت کو اکٹھا کرتا ہے تو ساتھ ہی بعض ایسے لوگ بھی خدائی جماعتوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جنکے ایمان کچے اور کمزور ہوتے ہیں پھر یا تو یہ لوگ مامور سے تعلق پیدا کرکے اپنے ایمان کو مضبوط کر لیتے ہیں۔ اور یا اگر انہوں نے مامور سے سچا تعلق پیدا نہیں کیا تو اس شاخ کی مانند جو تنہ کے ذریعہ جڑھ سے غذا حاصل نہیں کرتی آہستہ آہستہ خشک ہوکر کاٹ دیئے جاتے ہیں اور ایک جماعت ایسی بھی ہوتی ہے جو منہ سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں نور ایمان نے جگہ پیدا نہیں کی ہوتی اور نہ وہ ان ہدایتوں پر چلتے ہیں جو مخلص مومنین کو خدا کی راہ میں ترقی کرنے کے لئے بتائی جاتی ہیں گویا مخلص مومنین کے علاوہ ایک جماعت مرتدین کی اور ایک جماعت منافقین کی ہوتی ہے۔ . . . . . . اور اس میں ایک یہ مصلحت

بھی معلوم ہوتی ہو کہ جب مامور من اللہ کے ہزار ہا دشمن بیرونی طور پر ہوتے ہیں۔ جو اس کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں ایسا ہی اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اندرونی طور پر بھی جو لوگ چاہیں۔ اس سے کھلم کھلا یا چھپکر دشمنی کرلیں تا اپنی کوشش وہ اسکے نیست و نابود کرنے کے لئے کر سکتے ہیں کرلیں تا آخر میں ان تمام بیرونی اور اندرونی دشمنوں کو ناکام اور نامراد کر کے اور مامور من اللہ کو ان سب پر غالب کر کے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ہاتھ مامور من اللہ کی تائید میں کام کرتا ہوا دکھاوے اسلئے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض وقت وہ لوگ جنکو ظاہر طور پر یعنے لوگوں کی نظروں میں مامور سے ایک گہرا تعلق ہوتا ہے وہ بھی مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور پھر دشمن خوشی کے مارے بغلیں بجاتے ہیں کہ اب یہ سلسلہ تباہ ہو جائیگا۔ مگر اللہ تعالےٰ ان سب باتوں کے باوجود مامور کو محفوظ رکھتا اور اسکے سلسلہ کو ترقی دیتا ہے۔ اور کوئی بات خواہ وہ ابتداء میں اس سلسلہ کے لئے کیسی ہی خطرناک معلوم ہو۔ در اصل صرف اس سلسلے کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے اور اسکی ترقی نشو و نما کا ذریعہ بنجاتی ہے ۱۶۱ (صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸)

پس مولوی صاحب کا یہ انقلاب سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک بڑا بھاری عظیم الشان نشان ہے کہ جس سے کوئی ذی عقل و شعور انکار نہیں کرسکتا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ (خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی عفا اللہ عنہ)

تذکرۃ المہدی) ۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی (جو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں انیس بیس سال رہے) نے اپنا سفرنامہ لکھنا شروع کیا تھا۔ وہ اپنا سفرنامہ تو غالباً بھول گئے۔ حضرت اقدس کی مجالس کا ذکر چھیڑ کر ہمیں تڑپا دیا جس میں مولویوں سے مناظرات اور مشکوٰۃ نبوت سے نکلے ہوئے نکات اور کلمات طیبات اور اپنے دعوے کے دلائل محکمات کا خوب ذکر ہے اور یہ مضامین کا مجموعہ جناب میر قاسم علی صاحب کی توجہ سے کتابی صورت میں ۳۰۰ صفحہ حجم کے ساتھ تذکرۃ المہدی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ مفید دلچسپ موجب ازدیاد الایمان عوام الناس میں سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کا عمدہ ذریعہ ہے تاہم میں اس کتاب کو تاریخی رنگ میں سوانح کی حیثیت دینے کو تیار نہیں یعنے اس پر تنقید کی گنجائش ہے کیونکہ مؤلف صاحب ایک صوفیانہ مذاق کے بزرگ ہیں۔ اور اپنے رنگ طبیعت کے مطابق انہوں نے واقعات کو قلمبند کیا ہے یہ کتاب ہر تعلیمیافتہ احمدی کے پاس ہونی چاہئے اور ناخواندہ لوگوں کو سنانی چاہئے قیمت صرف ایک روپیہ ملنے کا پتہ میر قاسم علی ایڈیٹر الفاروق قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

جلدی بیماری کی دوا

یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ولایتی اسپتال کی تجربہ کی ہوئی دوائیاں ملا کر بنا ہے۔ اس سے ہر اقسام کے جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی۔ چھاجن۔ ایرس وغیرہ رفع ہوتے ہیں۔ برص سے خراب ہوئے چمڑے میں یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے۔ چمڑے کی بیماری سے اکثر خون میں بھی نقص آجاتا ہے اس حالت میں تیل لگانے سے پورا نفع نہیں ملتا۔ اسوجہ سے تیل لگانے کیساتھ ہی خون صاف کرنے والی دوا۔ ایڈوڈائیزڈ سالسا بھی حسب ہدایت استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک سے چار تک ۶ر سالسا قیمت دو روپیہ ۲ محصول ۶ر

گھیگھے کی دوا

گھیگھا سخت اور بہت بڑا یا بہت دنوں کا ہو جانے سے آرام نہیں ہوتا۔ مگر تھوڑے دن کا ورم ہوتے ہی علاج برابر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے گھیگھے کو آرام کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے۔ دوا ایک ماہ تک کرنا چاہیئے۔ اس میں صرفہ بھی بہت کم ہے۔ دوا ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی ملتی ہے۔ جو کہ ہفتہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔ قیمت کھانے کی دوا ۱۲ر لگانے کی دوا ۴ر محصولڈاک ۵ر

فصلی بخار و تلی کی دوا

آجکل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار و تلی کی دوا کا آپ نے دیکھے ہونگے انمیں عموماً کونین رہتی ہے اسلئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک دیتی ہیں لیکن آرام نہیں کر سکتی۔ ایسے ہی مریضوں کیلئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایکدم آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور عوام کا فائدہ مدنظر رکھکر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے اسمیں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے چار پانچ خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ تلی کو گھٹا دیتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱۴ر چودہ آنہ محصولڈاک چھ آنہ ۶ر شیشی خورد آٹھ آنہ ۸ر محصولڈاک پانچ آنہ ۵ر دو شیشی چھ آنہ ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی
دانت کے درد کی دوا

لگاتے ہی درد مٹاتی ہے رونے کو ہنساتی ہے ایک بار ایک مضبوط تنکہ یا سینک کے سرے پر روئی لپیٹ کر اسے اس دوا میں ڈبو کر ٹیس کے درد کے مقام پر لگانے اور اگر دانت کی جڑ میں درد ہو تو پاس روئی ڈبو کے اسمیں رکھ دیں فوراً درد بند ہو جاتا ہے قیمت ۴ر محصولڈاک ایک سے تین شیشی تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی
پیٹ ملنے کی ملیریا بخار کی گولیاں

ان گولیوں میں کونین نہیں ہے جہاں بار بار کونین یا کونین ملی ہوئی دوائیاں کھانے سے بھی بخار نہ جاتا ہو یہ گولیاں ایسی ہی حالت کے لئے بنی ہیں انکے استعمال سے پرانے سے پرانا ملیریا فوراً دفع ہو جاتا ہے قیمت ۲۴ گولیاں فی ڈبیہ آٹھ آنہ محصولڈاک

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ